Title - FITRAT INSANI KE BAYAAN MEIN

Creator - Richard williams; mutarjuma munshi shambhu Dayal

Publisher - Matba Nazair Qanoon Hind (Allahabad).

Date - 1893.

Pages - 47.

Subjects -

اَللّٰہُ اَجَلُّ مَنْ زَوَّعَنَا وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

تین وعظ
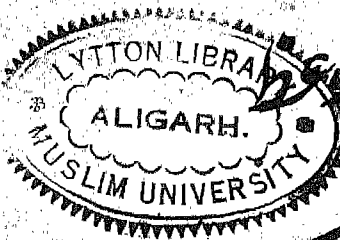
فطرت انسانی کے بیان مین
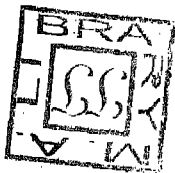
جسکو

ہنری رچرڈ ولیمس ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول شاہجہانپور نے

زبان انگریزی سے اردو مین ترجمہ کیا

منشی شنبھو دیال کے اہتمام سے

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد مین چھپا
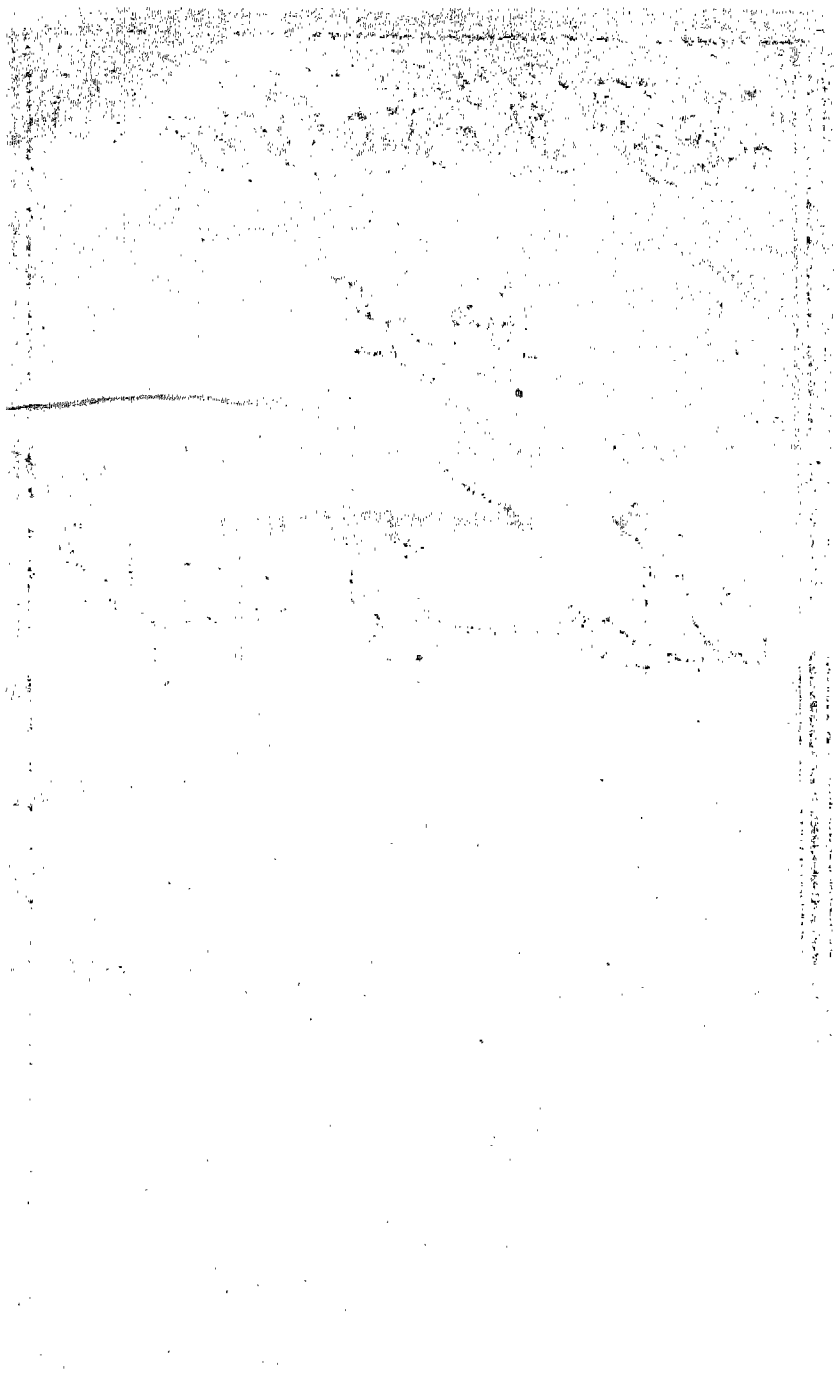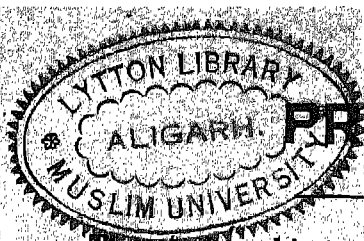
PREFACE.

The main object of publishing an Urdu version of Butler's Three Sermons 'On Human Nature' is, to bring within reach of the Urdu-reading public one of the most important contributions ever made to moral science, and to familiarise them, as far as may be, with western modes of thought through the medium of their own vernacular.

Moral philosophy, including Butler's system in the main, has been adopted by our Indian Universities; but as this science is confined to the highest classes in Colleges, and very few take up that subject or study it for its own sake, an extremely low minority of the alumni of our colleges take away with them any thing approaching to an adequate and workable acquaintance with that important branch of learning.

Our philosophy and its methods or processes are difficult for them, being alien to their traditional modes of thought; but if imparted intelligently through their mother-tongue, it might be expected to be more easily grasped, and might accordingly be introduced at an earlier stage in the curriculum of the colleges than it is at present. Be this as it may; the translator has spared no pains in his endeavors to convey the sense of the author faithfully in pure, idiomatic, and (as far as it was practicable) easy Urdu. By this he would not be understood to mean that the sense of the original cannot be expressed in a plainer style; but that disquisitions of such abstruse and severely consecutive reasoning, cannot, even when put in the easiest phraseology, be grasped without putting forth a considerable degree of mental effort. As regards plainness of diction the translator would further beg to say of the Urdu version, what Butler said of the English original, that "those only" can be judges, "who will be at the trouble to understand what is here said, and to see how far the things here insisted upon and not other things, might have been put in a plainer manner."

October, 1893. *H. R. W.*

یا ھے

فطرت انسانی پر پہلا وعظ

رومیون کے خط کے بارہوین باب کی ۴ اور ۵ آیتین

کیونکہ جس طرح ہمارے ایک جسم مین بہت سے اعضا ہین اور ہر عضو کا ایک ہی کام نہین اسی طرح ہم باوجود بہت ہونے کے مسیح مین ایک جسم ہین اور ہر ایک ایک دوسرے کا عضو ہے۔

نئے عہدنامہ کے کل خطوط مسیحیون کے اوس زمانے کی حالت اور رسوم سے جسمین وہ تحریر ہوئے ایک خاص علاقہ رکھتے ہین۔ پس جبتک اوس حالت اور اون رسوم سے وقفیت نہو اور اونکا لحاظ رکھا نہ جاوے وے خطوط پورے پورے سمجھہ مین آنہین سکتے ہین علاوہ اسکے اگر رسوم وغیرہ سے واقفیت بھی ہو مگر وہ موقوف یا تبدیل ہوگئے ہون تو اس صورت مین پند اور نصائح اور نظائر جو اون موقوف یا تبدیل شدہ معاملات سے علاقہ رکھتے ہین اس زمانہ بعید مین نہ تو اونپر اوس طرح پر زور دے سکتے ہین اور نہ اونکا اثر اوسی قدر قوی ہوسکتا ہے جیسا کہ قدیم مسیحیون پر ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ آیت جو اسوقت پیش نظر ہے اپنی اصلی منشا مین اون عطیات نادرہ کے انصرام سے علاقہ رکھتی ہے جو اوس زمانہ مین کلیسا مین موجود تھے پر فی الحال مطلق موقوف ہوگئے ہین۔ اور رہی یہ تمثیل کہ ہم ایک جسم ہین۔

اگرچہ رسول کا وہ منشا جو اس مقام پر ہے مسیحیون کی نسبت ہر حالت مین صادق آتا ہے اور اوسکو ملحوظ رکھنا اس زمانہ مین بھی قطع نظر خیالات اخلاقیہ کے ظاہرا ایک وجہ دیگر ہے جو مسیحیون کو اونکے واجبات اور خدمات بجالانے پر آمادہ کرتی ہے تاہم ظاہر ہے کہ اس تمثیل کی متانت اون لوگون پر زیادہ تر روشن ہوگی جنکو اون تکلیفون کے باعث جو اونھون نے اپنے دین کے واسطے اوٹھائی تھین اوس تعلق کا جو وے اپنے نجات دہندہ سے رکھتے تھے (جسنے خود ویسی ہی تکلیفین سہی تھین) ہمیشہ مدنظر رکھنا لازمی ہوگیا تھا۔ اور جو بوجہ گرد نواح کے رہنے والون کی بت پرستیون کے اور اونکی بدسلوکی کے اپنے تئین اس دنیا کا جسمین وہ رہتے تھے نہین جانتے تھے بلکہ آپ کو ایک علیحدہ جماعت کا سمجھتے تھے جسکے قوانین اور منشات اور زیست اور عمل کے قواعد اون سے جنپر اوس زمانے کے لوگ عمل کرتے تھے سراسر جداگانہ تھے۔ پس وہ لوگ مسیحیت کے رشتہ کو خون کی قرابت سے بڑھ کر جانتے تھے اور اپ کو حقیقتہً ایک دوسرے کا عضو مانتے تھے۔

اسمین ہرگز شک نہین کہ ہمارا خدا تعالی کا مخلوق ہونا اور نیکی کا وہ قانون طبیعی ہونا کہ جسکے ماتحت ہم پیدا ہوئے اور طبیعت انسانی کا صریحًا اوس قانون کے مناسب ہونا یہ سب باتین خداترسی اور نیکوکاری کی طرف زیادہ تحریک دینے والی ہین نسبت اس خیال کے کہ خدا نے اپنے مسیح کو دنیا کی نجات کے واسطے بھیجا اور نسبت اون وجوہات کے جو مسیحیون کے

اس خاص رشتہ سے یعنی ہمارے اپنے پیشوا مسیح مین ایک دوسرے کا عضو ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ بہرحال اگرچہ یہ سب باتین مسلم ہین اور اونکو مصنفین الہامیہ نے بہی صاف صاف تسلیم کیا ہے تاہم ظاہر ہے کہ مسیحی تنزیل انجیل کے زمانے کے اور زمانۂ مابعد قریبہ کے پچھلے وجوہات پر زیادہ زور دیتے تہے

جو کچھ کہ اوپر بیان ہوا اوس سے آیت مسطورہ کا اصلی اور مخصوص منشا ظاہر ہوتا ہے اور نیز یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تمثیل کے اصلی مدعا کا جسکی طرف آیت اشارہ کرتی ہے زمانہ قدیم کے مسیحیون پر کسقدر قوی اور نرالا اثر ہوتا ہوگا۔ علاوہ اسکے بیانات مسطورہ بالا سے اس آیت کی تشریح فی زماننا نہ خاص بلکہ عام طرحپر کرنے کی ایک دلیل نکلتی ہے۔

اس مقام پر اوس تعلق کو جو جسم مادی کے مختلف حصے یا اعضا آپسمین ایک دوسرے سے اور کل جسم سے رکہتے ہین اوس تعلق سے تشبیہہ دی ہے جو ہر شخص جماعت مشارکہ انسانی کا ہر فرد بشر سے اور کل جماعت سے رکہتا ہے اور پہلی بات کے ذریعہ سے دوسری بات کو توضیح دینا منظور ہے۔ اور اگر ان دونون تعلقات کے مابین مشابہت ہے تو اوسکا نتیجہ عیان ہے کہ دوسری بات ہم پر ظاہر کرتی ہے کہ ہم اورون کی بہبودی کے لئے پیدا کئے گئے ہین بعینہ اوس طرحپر جیسے پہلی بات ظاہر کرتی ہے کہ مختلف اعضا جسم مادی کے ایک دوسرے کو فائدہ پہونچانے کے آلہ ہونے کی غرض سے بنائے گئے ہین۔ لیکن ازانجاکہ محض جسم مادی اور جماعت مشارکہ انسانی کے مابین ذرہ بہی مشابہت کی گنجایش پائی نہین جاتی (چہ جائیکہ اس مشابہت کو طول دیا جاے)

اس لئے کہ جسم بغیر نفس ناطقہ کے مردہ اور بےحس وحرکت ہے۔ اور ازانجا کہ رسول اعضا سے جدا جدا خدمات متعلق ہونے کا ذکر کرتا ہے اور یہ امر نفس ناطقہ کے وجود پر دلالت کرتا ہے لہذا جسم اور اوسکے اعضا کی جگہہ پر کل فطرت انسانی کو اور اون مبادی باطنیہ کو جو اوس سے علاقہ رکہتے ہین قائم کرنا تصرف بیجا سمجہا نہ جائیگا۔ اور اس صورت مین مشابہت دو باتون کے درمیان ہوگی یعنی فطرت انسانی مین نفس ذات کے لحاظ سے جسکا میلان ذاتی فائدہ اور حفاظت اور خوشی کی جانب ہے اور فطرت انسانی مین جماعت مشارکہ کے لحاظ سے جسکا میلان فائدہ عام اور جماعت مذکور کو ترقی دینے کی جانب ہے۔ فی الواقع ہر دو مقصود بالکل منطبق ہین اور فائدہ عام اور فائدہ ذاتی دونون کو مدنظر رکہنا ہرگز منافی نہین ہے حتیٰ کہ وہ آپس مین ایک دوسرے کو ترقی دیتے ہین۔ تاہم ذیل کی تقریر مین وے مطلقاً علیحدہ سمجہے جاینگے ورنہ فطرت انسانی کا بلحاظ اوسکے ہر دو رجحان کے مقابلہ نہین ہو سکتا ہے۔ کوئی تشبیہہ قائم ہو نہین سکتی جبتک کہ وہ اشیا جو مشابہ کیجاتی ہین ایک دوسرے سے علیحدہ اور جدا جدا نہ سمجہی جائین۔

اگر فطرت انسانی پر بلحاظ فائدہ ذات خاص اور بلحاظ فائدہ عام کے نظر کیجاے اور ہر دو کیفیت کا مقابلہ کیا جاوے تو صاف صاف ظاہر ہوگا کہ جسقدر فطرت انسانی مین اس امر کے کہ ہم اپنی جان و مال اور تندرستی کی حفاظت کے لئے پیدا کئے گئے ہین نشانات پائے جاتے ہین اوسیقدر صحیح صحیح اور اوسی قسم کے نشانات اس امر کے بہی پائے جاتے ہین کہ

ہم مدنی الطبع اور اپنے بنی نوع کی بہبودی کے واسطے پیدا کئے گئے ہین
اور یہ بات بہی ظاہر ہوتی ہے کہ جو اعتراضات ایک دعوی کی نسبت صادق
آتے ہین وہی دوسرے کی نسبت بہی صادق آتے ہین - کیونکہ

اول تو انسان مین ایک طبیعی مبدا شفقت کا موجود ہے جسکو مشارکت
انسانی کے ساتھہ کسی قدر وہی نسبت ہے جو محبت نفس کو ہر متنفس کے ساتہہ
ہے - اگر انسان مین دوستی کی طرف ذرہ بہی میلان ہے - اگر دراصل رحم کوئی
شئے ہے اس لئے کہ رحم بہی ایک سریع الزوال محبت ہے - اگر پدرانہ اور
فرزندانہ محبت دراصل کوئی شئے ہے - اگر فطرت انسانی مین کوئی میلان نفس
ہے جس سے غیر کا فائدہ مد نظر رکہا گیا ہو تو اسی کو فی نفسہ شفقت یا غیر کی محبت
کہتے ہین - یہ شفقت یا محبت کیسی ہی سریع الزوال اور ادنی درجہ کی اور محدود
کیون نہو اس دعوی کو کہ ہم کس غرض سے پیدا کئے گئے ہین ایسے واقعی
طور سے ثابت اور اوسکی طرف اشارہ کرتی ہے کہ گویا یہ شفقت اپنی مقدار اور
وسعت کے اعتبار سے ایک اعلی درجہ مین موجود ہے - بہرحال یاد رکہنا چاہئے
کہ اگرچہ شفقت اور محبت نفس مختلف ہین اور اگرچہ شفقت کا خاص میلان عام
فائدہ کی طرف ہے اور محبت نفس کا ذاتی فائدہ کی طرف تاہم یہ دونون آپسمین
ایسی پوری پوری مطابقت رکہتے ہین کہ اعلی درجہ کی تشفی خاطر ہمکو حاصل ہونا
شفقت کی مناسب مقدار کی موجودیت پر موقوف ہے اور کہ آپسمین ایک دوسرے
کے ساتہہ مناسب برتاؤ کے لئے محبت نفس ایک خاص حفاظت ہے - اور
یہ بہی کہا جا سکتا ہے کہ اونکا آپسمین ایسا مطابق ہونا کہ ہم ایک کو بغیر دوسرے

۴ یعنی شفقت اور نفس کی برابر

کے ترقی دے نہین سکتے ہین اس امر کا ایک ثبوت دیگر ہے کہ ہم دونون کے لئے پیدا کئے گئے ہین۔

ثانیاً امر مذکور اس بات پر غور کرنے سے اور زیادہ واضح ہوگا کہ مختلف ہواے نفسانیہ اور کیفیات نفس جنکو شفقت اور محبت نفس سے علیحدہ سمجھنا چاہیئے جسقدر روسے فائدہ عام کے اوسی قدر فائدہ خاص کے حصول مین بھی بیشتر اوقات مدد دیتی ہین اور ہمکو اونکی طرف لیجاتی ہین۔ ان مختلف ہواے نفسانیہ یا خواہشون کے درمیان جو شفقت سے علیحدہ ہین اور جنسے مشارکت انسانی کی حفاظت اور بہبودی اولاً مد نظر رکھی گئی ہے اور اون ہواے نفسانیہ کے درمیان جو محبت نفس سے علیحدہ ہین اور جنسے ہر متنفس کی حفاظت اور بہبودی اولاً مد نظر رکھی گئی ہے تمیز اور مقابلہ کرنا شاید موشگافی اور باریک بینی سمجھا جاوے اور بیان مین زیادہ طوالت ہو جانا بھی متصور ہے۔ بحث موجودہ کی نظر سے اسقدر کہنا کافی ہوگا کہ ذیل کی باتین یعنی اورون کی نظرون مین مقبول ہونے کی آرزو اورون کی تحقیر یا توقیر کرنا۔ ابناے نوع کی صحبت کی رغبت ہونا اور یہ رغبت اپنی نوع کو فائدہ پہونچانے کی خواہش سے علیحدہ ہے بدکارون کی کامیابی پر غضبناک ہونا اون کیفیات نفس مین داخل ہین جنکا عمل بالعموم سب پر ہوتا ہے اور جنکو غیرون کے ساتھہ زیادہ تر تعلق ہے اور ہمکو بالطبع ایسے چال و چلن پر آمادہ کرتی ہین جس سے ہمارے ابناے نوع کو فائدہ پہونچے۔ اگر ان کیفیات نفس مین سے ایک یا سب کی سب شخصی یا متعلق ذات خاص سے سمجھی جائین جنکا رجحان فائدہ ذاتی کی جانب ہے تو

یہ امر کیفیات مذکورہ کے نیز بالعموم فائدہ بخش ہونے کا مانع نہین ہوتا اور نہ اوس
نیک اثر کو جو اونکا مشارکت انسانی پر ہے اور نہ اوس رجحان کو جو اونکو فائدہ
عام کی جانب ہے معدوم کرتا ہے۔ مثالاً یہ کہہ سکتے ہین کہ جس طرح اون
لوگون پر جنکے نزدیک عقلاً زیست مرغوب نہی ہو چارنا چار محض طعام
کی خواہش سے اوسکا قائم رکھنا لازم آویگا اسی طرح پر بالفرض محض عزت اور
آبرو کے خیال سے بلا لحاظ اورون کی بہبودی کے لوگ اکثر اوقات عموماً
سب کو فائدہ پہونچانے مین ممد ہوتے ہین۔ ظاہر ہے کہ وہ ہر دو حالت مین
اون مقاصد کے برلانے کی غرض سے جو ہرگز اونکے ذہن اور ارادہ مین نہین
ہین یعنی ہر فرد شخص اور جماعت کی محافظت کی غرض سے کسی دوسرے کے یعنی پروردگار
کے ہاتھہ مین بطور آلہ کے ہین۔ حاصل یہ کہ انسان مین مختلف قسم کی ہوا و ہوس اور
میلان نفس موجود ہین جو ذاتی محبت اور شفقت دونون سے علیحدہ ہین ان سب کا میلان
فائدہ خاص اور فائدہ عام دونون کی جانب ہے۔ اور اونپر اس طرح سے غور کیا جا سکتا ہے
کہ وہ ذات خاص سے اور نیز غیرون سے بطریق مساوی علاقہ رکھتے ہین مگر ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ بعض اونمین سے غیرون سے از بس قریب علاقہ رکھتے ہین یعنی اونکا میلان
طرف فائدہ عام کے ہے اور بعض اونمین سے ذات خاص سے یعنی اونکا میلان طرف
فائدہ ذاتی کے ہے۔ جس طرح وہ میلان نفس جنکا ذکر پہلے ہوا شفقت مین
داخل نہین ہین اسی طرح وہ جنکا ذکر آخر مین آیا محبت نفس مین داخل نہین ہین
اور اوس محبت کی جو ہم اپنی ذات خاص سے یا غیرون سے رکھتے ہین اون
دونون قسمون مین سے ایک بہی ہرگز نظیر نہین ہے بلکہ ہمارے خالق کی اوس

محبت اور نگرانی کی نظیر ہین جو وہ ہر متنفس اور نیز جنس کی نسبت مبذول کہتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشیت ایزدی یہی تہی کہ ہم ایک دوسرے کو اور نیز اپنے تئین فایدہ پہونچانے کے ذریعہ ہون۔

ثالثاً انسان مین تفکر کا ایک مبدا موجود ہے جسکے ذریعہ سے وے اپنے افعال کے درمیان تمیز اور اونکو پسند اور ناپسند کر سکتے ہین۔ ظاہر ہے کہ ہماری خلقت نے ایسی ترکیب پائی ہے کہ ہم اپنی فطرت پر فکر کر سکتے ہین نفس انسانی اون باتون پر جو اوسکے ادراک مین گزرتی ہین نظر ڈال سکتی ہے اور نیز اپنی رغبتون اور نفرتون اور خواہشون اور میلان نفس پر جو اون باتون سے علاقہ رکہتی ہین اور کیفیات مذکورہ کی مقدار پر اور اون افعال پر جو اون سے پیدا ہوتے ہین نظر ڈال سکتی ہے۔ اس معائنہ اور ملاحظہ مین وہ بعض کو پسند اور بعض کو ناپسند کرتی ہے اور بعض کو نہ پسند کرتی ہے اور نہ ناپسند بلکہ اوسکی نسبت ایک طرح کی بے توجہی ہوتی ہے۔ اس مبدا کو جو انسان مین ہے اور جسکے ذریعہ سے وہ اپنے افعال اور مزاج اور قلبی کیفیت کو پسند یا ناپسند کرتا ہے کانشنس یعنی قوت ممیزہ کہتے ہین کیونکہ حقیقی معنی اس لفظ کے یہی ہین گو بعض اوقات پر اوسکا استعمال زیادہ تر وسیع معنی مین ہوتا ہے اور یہ بات کہ اس قوت کا کام یہ ہے کہ آدمیون کو ایک دوسرے کو ضرر پہونچانے سے باز رکہے اور فائدہ پہونچانے پر رجوع کرے ایسی ہویدا ہے کہ اوسپر زور دینے کی ضرورت نہین۔ مثلاً باپ کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے یہ طبیعی محبت اوسکو اونکی حفاظت اور تعلیم اور پرورش پر آمادہ کرتی

ہے۔لیکن اس بات کا خیال کہ ایسا کرنا اوسپر واجب اور فرض اور نیز بجا اور
واجب التحسین ہے اوسکی محبت طبیعی کو زیادہ تقویت بخشتا ہے اور اوسکو
اپنی اولاد کے واسطے زیادہ تکلیف اور مشقت اوٹھانے پر آمادہ کرتا ہے
نسبت اوسکے کہ وہ محض محبت کی تحریک سے برداشت کرنا گوارا کرتا اگر اوسکو
یہ خیال ہوتا کہ یہ محبت اور وہ عمل جسپر وہ آمادہ کرتی ہے بے ضرور یا بیجا ہے
فی الواقع یہ امر غیر ممکن ہے کہ ہم عمل نیک کرین اور اوسکو پسند نہ کرین۔اور
یہی وجہ ہے کہ دونون باتین اکثر اوقات علیحدہ علیحدہ نہین سمجھی جاتی ہین کیونکہ
لوگ اکثر اورون کے اعمال پسند کرتے ہین جنکی وہ تتبع نہین کرتے اور نیز
وہ فعل کرتے ہین جسکو وہ پسند نہین کرتے۔اس بات سے انکار ہرگز ممکن
نہین کہ فطرت انسانی مین یہ مبدأ تفکر یا کانشنس واقعی موجود ہے۔فرض
کرو کہ کوئی شخص کسی بیچارہ بیگناہ کی کمال تکلیف مین مدد کرے اور پھر فرض
کرو کہ بعد کو وہی شخص کسی اَور کو بلا وجہ غصہ کے طیش مین آکر سخت ضرر پہونچاوے
اور یہ بھی فرض کرو کہ سابق کی دوستی کا حق اور ایذا رسیدہ کا بار احسان اوسکی
گردن پر ہو اور اسوجہ سے یہ ایذا رسانی اور زیادہ زبون ہو جاتی ہو۔یہ
فرضی شخص جس سے یہ مختلف افعال سرزد ہوئے ہین اگر بعد کو سلیم مزاجی سے
ہر دو افعال پر قطع نظر نتیجون کے جو اونسے اوسکی نسبت پیدا ہون خیال
کرے تو ایسی صورت مین یہ کہنا کہ کسی معمولی مزاج کے آدمی پر ان جدا گانہ
فعل کا ایک ہی سا اثر ہوگا۔کہ وہ دونون مین کچھ فرق نہ کریگا بلکہ دونون کو
یکسان پسند او ناپسند کریگا ایک ایسا بطلان صریح ہے کہ اوسکے تردید کی ہرگز

ضرورت نہین ۔ پس انسان مین یہ مبداء تفکر یا کانشنس واقعی موجود ہے ۔ اوس تعلق کا جو اس مبدا کو فائدہ خاص کے ساتھہ اور فائدہ عام کے ساتھہ ہے مقابلہ کرنا عبث ہے اس لئے کہ اوسکا رجحان دونون کی جانب صاف صاف برابر معلوم ہوتا ہے اور اکثر لوگون کا خیال ہے کہ اوسکا خاص رجحان فائدہ عام کی طرف ہے ۔ اس قوت کا بیان اس غرض سے ذکر کیا گیا تا کہ معلوم ہو کہ انسان کی سرشت باطنی مین ایک اور جزو بھی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے پیدا کرنے سے کون سی بات مد نظر رکھی گئی ہے اور یہ کہ قوت مذکورہ کا خواہ نخواہ تھوڑا بہت اثر ضرور ہوگا وہ مرتبہ جو قانون قدرت سے اس قوت کو حاصل ہے ۔ اوسکے اختیارات اور کسقدر رعب وداب اوسکا ہونا چاہیے ان باتون پر بعد کو غور کیا جائیگا ۔

بیان گذشتہ مین اس مقابلہ سے جو شفقت اور محبت نفس کے درمیان ہوا اور اون کیفیات نفس سے جو فائدہ عام اور فائدہ خاص سے متعلق ہین اور مابین اون جداگانہ طرز زیست کے جسپر وہ آمادہ کرتی ہین اور اس بات سے کہ ہر دو سے مبداء تفکر یا کانشنس کو کیا تعلق ہے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا ہم اپنی زیست اور تندرستی اور فائدہ خاص کی حفاظت کے لئے پیدا کئے گئے ہین ویسا ہی مدنی الطبع اور مشارکت انسانی کی راحت کو ترقی دینے کے لئے بھی پیدا کئے گئے ہین ۔

کل بیان گذشتہ پر نظر ڈالنے سے لازم آیا کہ فطرت انسانی کا نقشہ بمقابلہ اون بیانات کے کہ اکثر اوقات پیش کئے جاتے ہین بطرز نو کھیچا جاے

بنی آدم اپنی طبیعت کے تقاضے کے موافق آپسمین ایسے متحد ہین اور ایک
کی کیفیت باطنیہ کو دوسرے کی کیفیت سے ایسا قریب تعلق ہے کہ ہر شخص
رسوائی سے اوسی قدر بچا چاہتا ہے کہ جسقدر وہ تکلیف جسمی سے بچا چاہتا ہے
اور اورون کی نظرون مین عزیز اور مقبول ہونا اوسی قدر مرغوب الطبع ہے کہ
جسقدر کسی اشیاء خارجیہ کا حاصل کرنا۔ اور بہت سی خاص حالتین ایسی ہین
کہ لوگ اورون سے بہلائی کرنے پر اسوجہ سے مائل ہوتے ہین کہ اونکی
باطنی خواہش کا رجحان اوسی طرف ہے اور اوس خواہش کی سیری اوسی
طرح سے ہوتی ہے۔ اور اونکے قول اور فعل سے پایا جاتا ہے کہ اصلی
دلجمعی اور خوشی بہی اسی طرح پر سلوک کرنے سے اونکو حاصل ہوتی ہے۔ بنی انسان
مین ایک دوسرے کی طرف ایسی ایک قدرتی کشش پائی جاتی ہے کہ اوسی
سرزمین مین بود و باش کرنا اوسی آب وہوا مین رہنا یہانتک کہ ملک کے
اوسی حدود مین کہ ایک امر مصنوعی ہے پیدا ہونا سالہا سال کے بعد آپسمین
اتحاد اور ربط پیدا ہونے کا باعث ہوتا ہے کیونکہ امر مذکور کے لئے ادنی سی
ادنی بات بہی کافی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ نہ صرف حکام بلکہ ادنی سے ادنی لوگ
بہی رشتہ بندیان جو نری برائے نام ہین ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر پیدا کرتے ہین اور
تجربہ سے ظاہر ہے کہ یہ ادنی رشتے بنی آدم کو چہوٹی چہوٹی برادریون اور جتہون
مین ایک گت رکہنے کا کام بخوبی دیتے ہین فی الواقع یہ رشتے ازبس ضعیف
ہین اور اگر ناوانی سے کوئی اونکو اتحاد مذکور کے اصول حقیقی قرار دے تو یہ امر
قابل تضحیک ہوگا لیکن دراصل یہ رشتے محض اسباب ہین اور کوئی شے کیون نہو

دوسری شے کا سبب ہوسکتی ہے) جنپر ہماری فطرت موافق اپنے میلان
اور رجحان سابق کے ہمکو چلاتی ہے پس اگر ان قدرتی میلان اور رجحان کی
جو پہلے سے موجود ہین وجہ نہوتی تو اسباب مذکور کا کچھہ بھی اثر نہوتا - کل نوع
انسان یہانتک ایک جسم ہین کہ وہ ایک دوسرے کی نسبت شرم خطرہ ناگہانی
غضب پاس حرمت آفیا لمندی تکلیف خواہ ان سب باتون سے یا اونمین
سے کسی سے ایک خاص طرح پر متاثر ہوتے ہین اور اونکا اس طرح پر متاثر ہونا
بیشتر تو اونکے مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے اور شفقت سے جو رشتہ طبیعی
یا شناسائی یا زیر سایہ یا متوسل ہونے کے باعث عمل مین آتی ہے پیدا ہوتا ہے
اور ہر ایک انمین سے علیحدہ علیحدہ مشارکت انسانی کے افراد کا مجتمع کرنیوالا ہے -
پس اوٗرون کے پاس اور لحاظ سے اپنی گفتار اور رفتار مین پابند نہونا یا اورون کا
خیال نرکھنا یہ وہ خیالی حماقت ہے جس سے ہم آپ کو منفرد اور غیر کے
تعلق سے آزاد سمجھتے ہین گویا کہ ہماری فطرت مین کوئی ایسی شے ہی نہین
جسکو ہماری بنی نوع سے باعتبار عمل و فعل کے کسی طرح کا علاقہ ہو اور
یہ ویسی ہی حماقت ہے کہ ہاتھہ یا کسی دیگر عضو کی نسبت یہ خیال کرنا کہ اوسکو
کسی اور اعضا سے یا کل جسم سے کسی طرح کا فطرتی تعلق نہین ہے -

اعتراض - بہرحال اگر یہ سب باتین تسلیم کرلیجاوین تاہم یہ سوال
ہوسکتا ہے کہ جیسے انسان مین اوٗرون کو فائدہ پہونچانے پر آمادہ کرنیوالے
میلان اور قواے باطنیہ ہین کیا اوٗرون کو زیان پہونچانے پر آمادہ کرنیوالے
موجود نہین ورنہ یہ متعدد مصیبتین جسکے باقی اور ایک دوسرے پر عائد کرنیوالے

انسان ہین کہان سے آئین ؟ - ان اعتراضات کا جواب جہانتک کہ وہ بحث گذشتہ سے علاقہ رکھتے ہین ایک اور سوال کے ذریعہ سے دیا جا سکتا ہے یعنی کیا انسان ہین ایسے میلان اور قواے باطنیہ نہین ہین جو اوسے اپنی ذات خاص کو زیان اور نیز فائدہ پہونچانے پر آمادہ کرتے ہین ورنہ یہ متعدد مصیبتین یعنی بیماری اور دکھہ اور موت کہان سے آئین جنکے وہ باعث اور اپنے اوپر عائد کرنیوالے ہین ؟-

کسی کے ذہن مین شاید یہ خیال گذرے کہ ان سوالون مین سے ایک کا جواب دینا نسبت دوسرے کے جواب کے زیادہ آسان ہوگا لیکن واقعی جو ایک کا جواب ہے وہی دوسرے کا بھی ہے یعنی کہ انسان مین ہواے نفسانیہ ہین جو زیر اطاعت نہین اور جنکو وہ چاہے جو ہو متلذذ کیا چاہتے ہین خواہ اوس سے اورون کو زیان پہونچے خواہ وہ اپنے فائدہ ذاتی اور متعارفہ کے خلاف ہو- لیکن جس طرح کوئی شے نہین ہے جسپر دشمنی نفس کا اطلاق ہو سکے ویسے ہی ایک آدمی کو طرف دوسرے کے (بشرطیکہ غصہ اور رقابت درمیان مین نہون) بداندیشی ہوتا بھی کوئی شئے نہین ہے - برخلاف اسکے شفقت یا خیر اندیشی کا وجود بدیہی ہے - کوئی ایسی شئے جسکو ناانصافی اور ظلم اور دغا اور احسان فراموشی کا عشق کہہ سکین ہرگز نہین ہے مگر ان مخصوص اشیاء خارجیہ کے حصول کی سخت آرزو ضرور ہے - اور مطابق ایک نہایت قدیم مقولہ کے بڑے سے بڑا آدمی بھی اون اشیا کو جائز وسیلون سے حاصل کرنا پسند کرتا اگر وہ وسیلے بقدر ناجائز وسائل کے آسان اور کارآمد ہوتے - اگر کوئی شخص

غور کریگا کہ خود رقابت اور غصہ کی اصل فطرت کیا ہے تو دریافت ہوگا کہ ان ہوائے نفسانیہ سے بہی اعتراض مذکور کی تائید نہین ہوتی ہے اور نیز یہ دریافت ہوگا کہ نفس انسانی کی قوتین اور کیفیتین جو محبت نفس اور شفقت دونون سے مغائر ہین اول اور براہ راست تو اپنے اور غیرون کی نسبت رفتار مناسب پر اور بعدازان عارضی طور سے رفتار بد پر آمادہ کرتی ہین۔ پس اگرچہ لوگ ایک شرارت کی پشیمانی سے بچنے کی غرض سے دوسری بدتر شرارت کے مرتکب ہوتے ہین تاہم آسانی سے دریافت ہوسکتا ہے کہ اصل میلان اس کیفیت نفس یعنی شرم کا یہ ہے کہ افعال معیوب سے باز رکہے اور اس کیفیت کا آدمیون کو بعد ایسے افعال کے سرزد ہونے کے اونکے پوشیدہ کرنے پر آمادہ کرنا اون افعال کے سرزد ہونے کا نتیجہ ہے یعنی اس امر کا کہ اس کیفیت نفس سے مقصود اول انجام کو نہ پہونچا۔

اگر یہ کہا جاوے کہ دنیا مین ایسے لوگ ہین کہ جنکو اپنی بنی نوع کے ساتہہ نہایت کم طبیعی محبت ہے تو جواب مین کہہ سکتے ہین کہ ایسے لوگ بہی ہین جنکو اپنی ذات خاص سے طبیعی محبت کہ ایک امر معمولی ہے نہین ہے۔ بہرحال فطرت انسانی کی جانچ ان دونون نظیرون مین سے کسی پر موقوف نہین ہوسکتی بلکہ اوس بات پر موقوف ہے جو عموماً اس دنیا مین بیشتر آدمیون کی نسبت دیکہنے مین آتی ہے۔

بیان فطرت انسانی کا جو ہوا اوسکی تائید کی غرض سے اور تشبیہہ مسطورہ بالا کی صحت ثابت کرنے کی غرض سے یہ کہنا شاید عجیب معلوم ہوگا کہ جہان تک

دیکھنے مین آتا ہے انسان درحقیقت اوسی قدر اور بار بار اپنی فطرت کے
اوس حصہ کی جو اونکی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے اور جو اونکو اپنے ذاتی
فائدہ اور خوشی پر آمادہ کرتا ہے مخالفت کرتے ہین جسقدر کہ وہ اوس حصہ
کی جو مشارکت انسانی سے متعلق اور فائدہ عام کی طرف رجوع کرتا ہے مخالفت
کرتے ہین۔ اور یہ بہی کہنا عجیب معلوم ہوگا کہ جس طرح ایسے لوگ بہت کم
ہین جو اوس اطمینان اور خوشی کو جو زیادہ سے زیادہ اس دنیا مین دستیاب
ہوسکتی ہے حاصل کرتے ہین ویسے ہی بہت کم ایسے ہین جو اورون کے
ساتہہ جسقدر بہلائی کہ اونکے اختیار مین ہے کرتے ہین۔ حتیٰ کہ ایسے بہت کم
ہین جنکی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ دونون باتون کو خلوص کے ساتہہ اور فی الواقع
مدنظر رکہتے ہین۔ انسان کی کل بنی نوع اور دنیا کی عام حالت پر نظر کیجیے تو معلوم
ہوگا کہ قریب قریب نیک اور بد بلا استثنا اس بات پر یکسان متفق ہین کہ اگر
دین درمیان مین نہوتا تو اس زندگانی کی خوشی ایک معنی کرکے سراسر دولت
اور اعزاز اور حظ نفس پر مشتمل ہوتی حتیٰ کہ عاقبت اندیشی اور زیست اور رفتار
کے بارہ مین فکر اور توجہ کے کلمات دین سے قطع نظر کرکے بہت ہی کم سننے
مین آتے ہین۔ اور باوجود صورت مذکور کے ظاہر ہے کہ وہ جو وہن دولت سے
مالامال ہین نسبت اونکے جنکو صرف اوسط درجہ کی آسودگی حاصل ہے کچہہ زیادہ
خوش حال نہین ہین۔ اور کہ تفکرات اور ترددات اور ناکامی کے ملال جو بلند
حوصلگی کے ساتہہ لگے ہوئے ہین بہت زیادہ ہین نسبت اوس تسکین خاطری
کے جو بلند حوصلگی مین کامیاب ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے

مے نوشی اور بے اعتدالی کے مبتذل اوقات اور عمر طبیعی سے قبل مرنا جو رندانہ
زندگی بسر کرنے کے نتیجے ہین انکی بہی صورت ویسی ہی ہے جو بیان ہوئی سب
باتین دیکہنے مین آتی ہین اور تسلیم کیجاتی ہین بلکہ ہر ایک کے نزدیک مسلم ہین اور
باوجود اسکے یہ باتین اوس اصول عام کے معارض نہین سمجہی جاتین حالانکہ اس
اصول عام کا کہ زندگانی موجودہ کی خوشی اون باتون ہین سے کسی نہ کسی پر متوقف
ہے وے صریحاً ابطال کرتی ہین۔ اس تخالف اور کیفیت بعید از عقل کے پیدا
ہونے کی وجہ کیا ہے؟ کیا راہ اعتدال کی عیان نہین؟ کیا کوئی امر اس سے
زیادہ آشکارا ہوسکتا ہے کہ راحت زیست اس بات پر موقوف ہے کہ اشیاء مذکورہ
کسی مقدار معین کے اندر حاصل بہی کیجاوین اور اون سے تمتع بہی اوٹہایا جاوے
کہ اوس حد معین سے باہر اونکے درپے ہونے مین آدمی کو فی نفسہ فائدہ کم اور
بے آرامی زیادہ نصیب ہوتی ہے اور بسا اوقات سخت مصیبت اور تکلیف لاحق
ہوتی ہے۔ پس مین دریافت کرتا ہون کہ اس کیفیت بعید از عقل اور تخالف کے
پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے؟ کیا وہ واقعی آدمیون کے اس امر پر کہ کیونکر با آرام
بسر ہو۔ اور ترددات سے برات ہو اور وہ خاص خوشی جو اس عالم مین حاصل
ہوسکتی ہے دستیاب ہو فکر اور غور کرنیکا نتیجہ ہے؟ ویا اوسکی وجہ علانیہ یہ ہے کہ
اونکو اپنے فائدہ پر پوری پوری اور معقول طرح پر سلیم مزاجی کے ساتہہ توجہ نہین ہے
تاکہ فکر کرین کہ زندگی موجودہ مین خاص خوشی کس بات پر مشتمل ہے۔ ویا اگر وہ
فکر بہی کرتے ہین تاہم اوس فکر کے نتیجہ کے موافق عمل نہین کرتے یعنی وہ توجہ
جو اونکو از روے عقل اپنی نسبت ہے یا اونکی سچی محبت نفس خواہشہا سے

نفسانیہ سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ پس جہانتک کہ دیکھنے مین آتا ہے اس دعوی کی گنجایش ہرگز پائی نہین جاتی کہ قواے فطرت انسانی جو اپنی بنی نوع کو فائدہ پہونچانے پر صاف صاف آمادہ کرتے ہین اون سے بیشتر اوقات اور زیادہ تر عدول کیا جاتا ہے بہ نسبت اون قوی کے جو ہمکو اپنی ذاتی فائدے اور خوشی پر صاف صاف آمادہ کرتے ہین۔

کل بیان گذشتہ کا خلاصہ صاف صاف یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت بنظر اوسکی حیثیت منفردہ کے اور صرف بنظر اس عالم کے اوسکو اپنے واسطے اس عالم مین زیادہ سے زیادہ خوشی حاصل کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور اوس مطلب کے لئے خوب موزون ہے۔ اور انسان کی فطرت بنظر اوسکے مدنی الطبع ہونے کے یعنی بنی نوع کے ساتھہ ملکر رہنے کی لیاقت کے اوسکو اونکی طرف رفتار مناسب پر آمادہ کرتی ہے یعنی ایسی طرز زیست پر جسکو ہم نیکی سے موصوف کرتے ہین۔ ان ہر دو حیثیت اور حالت مین آدمی کسی قدر مگر نہ کلیتہً اپنی فطرت کے موافق چلتے ہین یعنی اوسکی متابعت کرتے ہین جس بات پر اونکی فطرت ہر دو حیثیت اور حالت مین اونکو آمادہ کرتی ہے وہ بات اونکے افعال سے پوری پوری حاصل نہین ہوتی ہے اور دونون صورتون مین وہ اپنی فطرت سے عدول کرتے ہین یعنی جیسا وہ اپنی اون واجبات کو جو اونکی بنی نوع کی نسبت اونپر فرض ہین اور جنپر اونکی فطرت اونکو آمادہ کرتی ہے فروگذاشت کرتے ہین اور بنی نوع کو ایذا پہونچاتے ہین جس سے اونکی فطرت متنفر ہے۔ اسی طرح اونکو اس عالم مین اپنی سچی خوشی اور فائدے کی نسبت جبکہ وہ فائدہ کسی التذاذ کے

جو بالفعل حاصل ہوسکتا ہے منافی ہو صریح بے پروائی ہے - وہ اوس التذاذ
کے واسطے غفلت سے بلکہ دیدہ و دانستہ خود اپنی مصیبت اور تباہی کے باعث
اور بانی مبانی ہوتے ہین - غرض جسقدر اپنی نسبت اوسی قدر غیرون کی نسبت
بہی وہ غیر انصافی سے پیش آتے ہین اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہر دو غیر انصافی
اون ہی افعال کے باعث ظہور مین آتی ہے -

فطرت انسانی پر دوسرا وعظ

رومیون کو خط دوسرا باب ۱۴ آیت

کیونکہ جب غیر قومین جنہین شریعت نہین ملی اپنی طبیعت کی ہدایت
سے شریعت کے احکام بجالاتی ہین پس شریعت نہ پاکر وے خود اپنے
لئے شریعت ہین -

جس طرح حقائق نظریہ کا ثبوت مختلف طرح سے دیا جاسکتا ہے
اسی طرح پر واجبات اخلاقیہ بہی مختلف طرح سے ثابت ہوسکتے ہین اگر
اصلی فطرت کسی مخلوق کی اوسے بہ نسبت کسی اور کام کے صرف چند
خاص کامون کی طرف زیادہ آمادہ کرے تو یہ ایک وجہ اس یقین کی
ہوگی کہ اوس فطرت کے موجد نے اوس مخلوق کو اون کامون کے
لئے پیدا کیا ہے - مثلاً کوئی شک نہین کہ آنکہہ ہمکو دیکہنے کے لئے دیگئی
ہے اور جسقدر زیادہ مرکب کوئی ساخت ہے اور جسقدر زیادہ اوسکے
مختلف حصے ہین جنکا جہکاو کسی مقصد خاص کی طرف ہے اوسی قدر

زیادہ قوی ثبوت اس امر کا کہ اوس ساخت کے موجد کو اوس سے اوس غرض کا انجام دیا جانا مقصود تھا موجود ہے۔ بہرحال جبکہ انسان کی باطنی ساخت پر اس نظر سے کہ امور اخلاقیہ مین کسی نوع کی اعانت ملے غور کیا جاتا ہے تو ازبس احتیاط لازم آویگی کہ اپنے مزاج کے خاصہ مخصوصہ کو یا کسی اور بات کو جو رسوم خاص کا نتیجہ ہے گو وہ متعدد لوگون مین دیکھنے مین آتی ہو کوئی شخص اوس امر کے لئے جو جنس مین عموماً پایا جاتا ہے جانچ کی معیار قرار نہ دیوے۔ اور خاصکر احتیاط کرنی چاہئے کہ سب سے اعلیٰ اصول جسپر کل دیگر باطنی تحریکات اور کیفیات نفس کی اصلاح اور انصرام موقوف ہے فروگذاشت نہ کیا جاوے۔ اصول مذکور شدہ کا دباؤ اور زور کسی قدر تو خواہ نخواہ ہو گا لیکن چونکہ بذاتہ وہ اصول سب سے بزرگ تر ہے جیسا کہ فی الحال ثابت کیا جائیگا لہذا لازم ہے کہ وہ دیگر کیفیات اور تحریکات نفس پر ناظر ہو اور سب پر حکومت کرے۔ جسقدر انسان کی خارجی صورت کی جانچ کے بارہ مین اتفاق ہے اوسقدر اوسکی باطنی فطرت کی جانچ کی نسبت اتفاق نہونا ذیل کی وجوہات سے پیدا ہوا ہے اول ہر دو احتیاط مسطور شدہ پر صحیح صحیح عمل نہ کر سکنے کی دشواری۔ دوم وہ خفیف اختلاف جو آدمیون مین اس قوت کی نسبت معلوم ہوتا ہے یعنی اوس ادراک طبعی کی نسبت جو وہ نیکی اور بدی کے بارہ مین رکھتے ہین۔ سوم جو کچھ باطن مین گزر رہا ہے اوسکو بصحت دریافت کرنے کے لئے اعلیٰ درجے کی توجہ کا ضرور ہونا۔ اور حق تو یہ ہے کہ انسان کی خارجی صورت کی جانچ کی معیار بھی بالتحقیق

معین نہین اور باوجود اسکے اونکے جسم کی تراش وخراش کا ذکر کرنے مین
ایک دوسرے کا مفہوم ہمارے بخوبی سمجھہ مین آتا ہے اور اسی طرحپر جب
ہم دل اور مبادی باطینہ کا ذکر کرتے ہین تو باوجود اسکے کہ اوسکی جانچ کی
معیار کے صحیح صحیح معین ہونے مین بہی بہت کچہہ کلام ہے تاہم ایک
دوسرے کا مفہوم ہمارے ذہن مین بخوبی آتا ہے - پس اس امر کی کوشش
کی گنجایش ہے کہ انسان کو اوسکی ہیئت باطنی کی تصویر کہینچکر دکہلائی جاوے
یعنی اونکو دکہلایا جاوے کہ کس طرح کی طرز زیست اور رفتار اور گفتار پر
اونکی اصلی فطرت اشارہ کرتی اور اونکو آمادہ کرتی ہے - اب نیکی کے واجبات
ثابت کرنا اور اوسپر عمل کرنے کی تحریکات پر فطرت انسانی کو مدنظر رکہہ کر
زور دینا بمنزلہ ہر خاص شخص کے دل اور تمیز فطری سے رجوع کرنے کے
ہے کہ کیا ہونا چاہیے جس طرح کہ حواس خارجیہ سے واسطے ثبوت اون
اشیا کے جو اونکے ادراک مین آسکتی ہین رجوع کیا جاتا ہے - چونکہ ہمارے
حواس باطینہ اور وہ ادراکات جو ہمارے حواس خارجیہ سے حاصل ہوتے
ہین ان ہر دو کے یکسان واقعیہ ہونے مین شک نہین پس جس طرح بنظر
حواس باطنیہ کے زندگی اور رفتار سے بحث کرنے پر کلام نہین ہوسکتا
ویسا ہی بنظر حواس خارجیہ کے حقائق نظریہ مطلقہ سے بحث کرنے پر بہی
کلام نہین ہوسکتا ہے - اور جس طرح کسی کو اس امر مین شک ہو نہین سکتا
کہ آنکہین اوسکو دیکہنے کے لیئے عطا ہوئی ہین اسی طرح کسی کو علم مرایا کی
حقیقت کے بارہ مین جو مشاہدات کے تجربہ سے حاصل ہوئی ہے شک نہین

ہوسکتا ہے۔ جس طرح کسی کو شک نہین ہوسکتا کہ آنکھین اوسکو راہ دکھانے
کی غرض سے دی گئی ہین اوسی طرح انفعال کی باطنی کیفیت کو مسلم
ماننے کی صورت مین کسی کو شک ہونہین سکتا کہ وہ کیفیت اوسکو بیحیائی
کے افعال سے باز رکہنے کو عطا ہوئی ہے۔ اور اِس بارہ مین کہ آیا
کیفیات باطنیہ دراصل واقعی ہین یا نہین اور کہ آیا انسان کی فطرت مین
ہواے نفسانیہ اور میلان نفس ہین یا نہین جیسا کہ حواس خارجیہ کے
وجود مین کلام ہو نہین سکتا ہے ویسا ہی اونکے وجود مین بہی نہین ہوسکتا
ہے۔ اور نہ ہمکو حواس باطنیہ کے مفہوم کی نسبت کلیتہً غلط فہمی ہوسکتی
ہے۔ اگرچہ اونکے بارہ مین بہ نسبت حواس خارجیہ کے کسی قدر زیادہ
غلطی کرنے کا احتمال ہے۔

اس بات مین ہرگز شک نہین کہ چند میلان یا رغبتین اور چند امور
جو انسان کے دل مین ہین اوسکو اپنی نوع کی صحبت کی طرف اور اون کی
خوشی مین مدد دینے کی طرف رغبت دلاتی ہین اور امر مذکور اس طرح پر اور
اوس حیثیت سے ظہور مین آتا ہے کہ جس معنی کرکے کسی باطنی مبدا کی
نسبت نہین کہہ سکتے کہ وہ انسان کو بدی پر آمادہ کرتا ہے۔ ان مبادی
اور میلان یا رغبتون کو جو انسان کو عمل نیک پر آمادہ کرتے ہین ایک باطنی
قوت جو میلان مذکور سے بالکل جدا ہے پسند کرتی ہے۔ جمیع باتین جنکا
ذکر ہوا پہلے وعظ مین قطعاً ثابت ہوچکی ہین۔

لیکن شاید کوئی یہ اعتراض کرے کہ جو کچہہ کہا گیا اگر سچ بہی ہو تو

اوسکو نیکی اور دین سے کیا تعلق ہے کیونکہ نیکی اور دین تو اس بات کے
مقتضی ہین کہ ہم اورون کے ساتھہ بہلائی کرین نہ صرف جبکہ شفقت
اور تفکر درحالت زیادہ قوی ہونے بمقابلہ دیگر مبادی اور ہواے نفسانیہ
کے ہمکو اوس طرف آمادہ کرین بلکہ نیز اسکے مقتضی ہین کہ ہمارا خاصہ کلیتہً
فکر اور غور کا نتیجہ ہو اور کہ ہر فعل کسی قاعدہ معین کی ہدایت کے مطابق
حرکت مین آوے لیکن اوسکا حرکت مین آنا کسی مبدا یا خواہش کی قوت
یا غلبہ پر موقوف نہو۔ کونسی علامت ہماری فطرت مین پائی جاتی ہے
(کیونکہ تفتیش صرف اس بارہ مین ہے کہ فطرت سے کیا حاصل ہوتا ہے)
جس سے دریافت ہو کہ اوس فطرت کے موجد کو وہ بات مقصود تھی جو
مذکور ہوئی ویا کس طرح پر ایسا غیر مستقل اور متلون مزاج جیسا انسان نے
پایا ہے اوسکی فطرت سے موزون ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بغیر فکر کیے
عمل کرنا انسان کی عقل اور طبیعت کے خلاف ہو یعنی بلا لحاظ اوس خاص
قسم کی فکر کے جسکو آپ کانشنس کہتے ہین عمل کرنا خلاف ہو کیونکہ وہ
ہماری فطرت مین پایا جاتا ہے۔ مثلاً جس طرح کوئی ایسا آدمی نہوگا جو
کسی جگہہ یا منظر یا عمارت کو دوسری جگہہ یا منظر یا عمارت پر ترجیح نہ دیتا ہو
اسی طرح معلوم نہین ہوتا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوا ہو جو رحم کے فعل کو
(بشرطیکہ خودغرضی اور ہواے نفس کی مداخلت نہو) بے رحمی کے فعل
کی نسبت پسند نکرتا ہو۔ لیکن خودغرضی اور ہواے نفس تو آہی جاتی ہین
اور اکثر اوقات تفکر اور کانشنس کی نسبت قوی تر ہوتی ہین اور اوسپر غالب

آتی ہین پس جبکہ حیوان غیر ذی عقل مین مختلف رغبتین موجود ہین سب جنکے
ذریعہ سے وسے اوس مقصد کے بر لانے پر آمادہ کئے جاتے ہین جسکا
انجام دیا جانا اونکی فطرت کے موجد کو منظور تہا تو کیا انسان کی بہی باستثنار
اس امر کے کہ اوسکے میلان ذاتی یعنی ہوائے نفسانیہ کے ساتہہ مبدار
تفکر یا کانشنس زائد کردیا گیا ہے ویسی ہی صورت نہین ہے؟ اور جس طرح
حیوان غیر ذی عقل اوس مبدا یا خاص میلان ذاتی پر جو بالفعل اونمین سب سے
زیادہ قوی ہے چلنے سے اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتے ہین پس جبکہ
انسان اوس مبدا پر خواہ وہ ہوائے نفس ہو یا کانشنس جو بالفعل اوسمین سب
سے زیادہ قوی ہے عمل کرتا ہے تو کیا وہ بہی اپنی فطرت پر عمل نہین کرتا یا
اپنی پیدایش کے قانون کی اطاعت نہین کرتا ہے؟ پس مختلف آدمی
اپنی فطرت کے تقاضے کے موافق عزت اور دولت اور عشرت کے
درپے ہوتے ہین۔ اور ایسے لوگ بہی ہین جنکا مزاج معمولی درجے سے
زیادہ تر اونکو مہربانی اور رحم اور اپنی ابنائے جنس کے ساتہہ نیکی کرنے پر
آمادہ کرتا ہے۔ اور پھر ایسے آدمی بہی ہین جو رائے دینے مین تامل کرنے
کے اور معاملات کو جانچنے اور تولنے کے اور بعد فکر اور غور کے عمل کرنے
کے عادی ہین۔ پس چاہئے کہ ہر شخص چپ چاپ اپنی فطرت کے
تقاضے پر اوس کیفیت نفس کی تحریک کے بموجب جو اوسوقت غلبہ پر ہو
عمل کرے خواہ وہ کیفیت جذبہ ہو یا فکر یا خواہش نفس جنکو اوسکی فطرت کے
مختلف حصے سمجھنا چاہئے۔ لیکن مرد نیکوکار کا صاحب حوصلہ یا طامع یا

عیاشی کو الزام دینے پر مستعد ہونا ضرور نہین ہے۔اس لئے کہ یہ بھی تو مثل اوسکے اپنی فطرت کی اطاعت اور پیروی کرتے ہین۔پس جسطرح کہ ہم چند صورتون مین اون کامون کے بجالانے مین جو شریعت مین ہین اپنی فطرت کے موافق عمل کرتے ہین ویسا ہی دیگر صورتون مین شریعت کے خلاف عمل کرتے مین ہم اپنی فطرت کے موافق چلتے ہین“

یہ تمام ہرزہ گوئی بالکل اس قیاس پر مبنی ہے کہ جبکہ انسان کسی حفظ نفس موجودہ کے واسطے عدالت اور دیانت کے قواعد متعارفہ سے عدول کرتے ہین تو اس صورت مین وہ اپنی فطرت کے تقاضے پر اوسی معنی کر کے عمل کرتے ہین کہ جیسا وہ کسی طرح کی تحریص مخالف نہونے کی صورت مین اون قواعد کی تعمیل کرتے ہین۔اور اگر یہ صحیح ہے تو وہ جو پولوس رسول کہتا ہے صحیح ہو نہین سکتا یعنی یہ کہ انسان اپنی فطرت سے اپنے لئے شریعت ہے۔اگر اپنی فطرت کے تقاضے پر چلنے سے صرف غرض یہ ہے کہ اپنی خوشی کے موافق عمل کیا جاوے تو معاملات اخلاقیہ کے بارہ مین تقاضاے فطرت کو ہادی مان کر گفتگو کرنا قابل تضحیک ہوگا۔ حتیٰ کہ فطرت سے انحراف کا ذکر بھی درمیان مین لانا ایک مہمل بات ہوگی اور تقاضاے فطرت پر چلنے کا مقابلہ اوسپر نہ چلنے کے ذکر کرنا تو مطلقاً بے معنی ہوگا۔اس لئے کہ کیا کبھی کوئی فعل کسی سے اوسکی مرضی کے خلاف سرزد ہوا ہے؟ تاہم قدما فطرت سے انحراف کو بدی مین داخل کرتے ہین اور تقاضاے فطرت پر چلنے کو اسقدر معزز اور ممتاز کرتے

ہین کہ اونکے نزدیک نیکی کا کمال اوسپر موقوف ہے۔پس زبان کا یعنی بول چال روزمرہ کا مفہوم خود چاہتا ہے کہ یہ الفاظ یعنی فطرت پر عمل کرنا اَور معنی مین سمجھے جائین نہ کہ محض اپنی خوشی پر عمل کرنے کے معنی مین۔ بہرحال یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ لفظ فطرت انسانی کے معنی سمجھائے جائینگے تاہم اس رسالہ کی اصلی بحث الفاظ کے معنی پر نہین ہے مگر اوس صورت مین کہ اونکی شرح کی ضرورت بنظر ثبوت یا تفسیر اس دعوے کے لاحق حال ہو کہ ہر شخص بالطبع اپنے لئے ایک شریعت ہے اور کہ ہر شخص راستی کا ایک قاعدہ اور اوسکی پابندی کا واجبات سے ہونا اپنے باطن مین پاسکتا ہے۔پولوس رسول اس امر کا اظہار آیت مسطورۂ بالا کے الفاظ سے کرتا ہے۔اور اعتراضات ذکر شدہ بظاہر تسلیم کرنے کی صورت مین دراصل اوس سے انکار کرتے ہین۔اس بات پر غور کرنے سے کہ فطرت پر مختلف حیثیت سے نظر کی گئی ہے اور وہ لفظ مختلف معنی مین مستعمل ہوا ہے اور اس امر کو واضح کرنے سے کہ جب فطرت سے ہادی زیست یعنی وہ شئے سمجھا جاتا منظور ہے جس سے کُل انسان خود اپنے لئے شریعت ہین تو اوس سے کیا غرض رکھی گئی ہے اور کس معنی مین وہ لفظ مستعمل ہوا ہے اعتراضات کا جواب شافی ہوجائیگا اور آیت پیش نظر کی تشریح بھی ہوجائیگی۔ مین کہتا ہون کہ لفظ فطرت کی شرح ہی کرنا کافی ہوگی کیونکہ اوس سے ظاہر ہوجائیگا کہ باعتبار چند معنی کے فطرت ہمارے لئے شریعت نہین ہوسکتی ہے لیکن باعتبار ایک اَور معنی کے وہ

صریحاً ہمارے لئے شریعت ہے۔

(اول) لفظ فطرت سے غرض اکثر اوقات کسی مبدا سے جو انسان مین ہے بلا لحاظ اوس مبدا کی قسم یا مرتبہ کے ہوتی ہے مثلاً غصہ کی کیفیت اور والدین کو اپنے بچون سے محبت ہونے کی کیفیت دونون کو فطرتی کہہ سکتے ہین اور چونکہ ایک ہی شخص مین بارہا مختلف مبادی پائے جاتے ہین جو مختلف جانب کی طرف کھینچتے ہین پس باعتبار معنی مذکور کے ممکن ہے کہ اوسی فعل سے وہ اپنی فطرت پہ چلے اور اوس سے عدول بھی کرے یعنی ایک کیفیت نفس پر عمل کرے اور دوسری سے عدول کرے۔

(دوم) اور اکثر اوقات فطرت کا اس طرح پر ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اون کیفیات نفس کو جو سب سے زیادہ قوی ہین اور جنکا اثر افعال پر سب سے زیادہ پڑتا ہے شامل ہے اور اگر یہ افعال زبون ہین تو انسان بھی اس معنی کرکے بالطبع مذموم ہین یعنی بمقتضاے فطرت زبون ہین۔ چنانچہ پولوس رسول غیر قومون کی نسبت جو خطاؤن اور گناہون مین مردہ تھے اور نافرمانی کی روح کے مطابق چلتے تھے کہتا ہے کہ وہ بمقتضاے فطرت قہر کے فرزند تھے۔ کسی اور طرح پر وہ فطرت سے قہر کے فرزند نہین ہوسکتے تھے مگر یہ کہ بمقتضاے فطرت مذموم ہون۔

لفظ فطرت کے یہ دو مختلف معنی ہین جو بیان ہوئے لیکن ہر دو مین سے کسی کی رو سے بھی ہرگز نہین کہہ سکتے کہ انسان اپنے لئے

ایک شریعت ہے اور اونکا ذکر اس مقام پر صرف اونکے خارج کرنے کی
غرض سے کیا ہے تاکہ وہ مخلوط نہو جاوین جس طرح پر معنی دوم ایک دیگر معنی
سے جسکی تفتیش اور جسکا بیان اب کیا جائیگا اعتراض مسطورۂ بالامین خلط ملط
کر دیا گیا ہے -

(سوم) رسول تاکیداً کہتا ہے کہ غیر قومین فطرت کے تقاضہ
سے وہ کام کرتی ہین جو شریعت مین مندرج ہین - اس مقام پر فطرت کا
لفظ واقعی تنزیل کے مقابلہ مین مستعمل ہوا ہے تاہم وہ محض منفی نہین ہے -
رسول کو فطرت کا اوس حیثیت مین جس سے غیر قومین شریعت کے احکام
بجالاتی تہین دکہانا بہ نسبت اوسکی اوس حیثیت کے جو شریعت کے احکام بجالانے کی
مانع تہی زیادہ منظور ہے ظاہر ہے کہ اس جملہ مین فطرت کے وہ معنی نہین ہین جس معنی
مین وہ بیان دوم مین آیا ہے - اوسمین اوسکا استعمال بُرے معنی مین ہوا ہے
لیکن اس مقام پر اوسکا ذکر اچہے معنی مین ہوا ہے یعنی اوس شئے کے لئے
جسکے ذریعہ سے غیر قومین عمل حسنہ کرتی تہین یا کرسکتی تہین - اور یہ کہ انسان
مین وہ شئے کونسی ہے جس سے وہ اپنے لئے بالطبع ایک شریعت ہے
آیندہ الفاظ سے مُشترح ہوتا ہے یعنی یہ کہ "شریعت کے احکام اونکے دلون
مین نقش معلوم ہوتے ہین اور اونکی تمیز باطنی (کانشنس) بہی اوسپر شاہد ہے
اور اونکے تفکرات آپسمین ایک دوسرے کو ملزم اور معذور ٹھہراتے ہین"

اگر ان ہر دو عبارت یعنی تمیز باطنی کی شہادت اور اون احکام کے درمیان
جو دلون پر نقش ہین کسی طرح کے فرق کرنے کی احتیاج ہے تو دوسرے

سے ضرور اوس طبیعی مزاج سے غرض ہوگی جسکی طرف یہ رسول اکثر اشارہ کرتا
ہے اور جو لطف اور رحم اور اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے یعنی انسان
کی فطرت کے اوس جانب سے غرض ہوگی جسکا بیان پہلے وعظ
مین ہو چکا ہے اور جو ادنیٰ تامل پر بہی اوسکو خواہ نخواہ اپنی نوع کی صحبت کی طرف
آمادہ کرتا ہے اور جسکے ذریعہ سے وہ اوس مشارکت مین بشرطیکہ اغراض اور
ہواے نفسانیہ اوسکو گمراہ نہ کرین ایک واجب اور مناسب روش اختیار کرتا
ہے۔ مگر چونکہ یہ دیگر ہواے نفسانیہ اور اغراض ذاتیہ کا لحاظ جو ہمکو گمراہ کرتے
ہین گویہ گمراہ کرنا بلا واسطہ ہو خود بھی کسی قدر طبیعی ہین اور اونپر عملدرآمد بیشتر
کثرت سے ہوتا ہے اور چونکہ کوئی طریقہ نہین ہے جس سے دریافت
ہوسکے کہ فطرت نے اون ہواے نفسانیہ مین سے کسی ایک کو ہم مین کس
خاص مقدار مین رکہا ہے لہذا ظاہر ہے کہ جن ہواے نفسانیہ کا ذکر اول ہوا
اگر اونپر محض باعتبار اونکے طبیعی اور عمدہ اور راست ہونے کے (اور واقعی وہ
ایسے ہی ہین) نظر کیجاوے تو وہ ہمارے لئے بہ نسبت اونکے جنکا ذکر آخر
مین ہوا کسی طرح پر زیادہ تر شریعت نہین ہوسکتی ہین لیکن انسان مین ایک
اعلیٰ تر مبدا ر تفکر یعنی کانشنس ہے جو اوسکی مبادی باطنیہ اور نیز افعال خارجیہ
کے مابین تمیز کرتا ہے اور اوسکی ذات خاص پر اور اون افعال وغیرہ پر حکم
نافذ کرتا ہے اور بعض افعال کو بذاتہ اور قطعاً واجب اور راست اور نیک اور
بعض کو بذاتہ مذموم اور ناراست اور ناواجب قرار دیتا ہے۔ اور یہ کانشنس
یا تمیز باطنی بلا اسکے کہ اوس سے صلاح و مشورہ لیا جاوے بطور حاکم کے

عمل کرتی ہے اور اگر یہ تمیز باطنی جبراً روکی نہ جاوے تو اپنی تقاضاے فطرت کے موافق خواہ نخواہ برابر عمل کرتی جاتی ہے یہانتک کہ ایک اعلیٰ تر اور زیادہ مؤثر فتویٰ کا جو مِن بعد اوسکے اپنے فتویٰ کی معاونت اور تائید کریگا گویا پیش از وقوع ذائقہ دیتی ہے۔ لیکن کانشنس یا تمیز باطنی کی اس حصہ خدمت پر بصراحت غور کرنا میری منشاء بالفعل سے خارج ہے۔ انسان کا نیکی اور بدی میں تمیز کرنے والا ہونا اور اپنے لئے خود شریعت ہونا اس قوت پر جو اوسکی ذات میں طبیعی ہے موقوف ہے لیکن اس قوت تمیز پر اس طرح نظر کرنی نہین چاہیئے کہ وہ محض ایک مبدار باطنی ہے جسکا منجملہ دیگر قواے کے کچھہ اثر ہونا چاہیئے بلکہ اوسپر اس طرح نظر کرنی چاہیئے کہ وہ باعتبار جنس اور فطرت کے کل دیگر قویٰ پر حاکم ہے اور اپنی حکومت کی سند فی نفسہ رکھتی ہے۔

چونکہ اس قوت کی جو ہماری مختلف کیفیات نفس اور افعال زندگانی پر نظر رکھتی اور اوسکو پسند اور ناپسند کرتی ہے ذاتی استحقاق اور فضیلت طبیعی کا باعث ہے کہ انسان خود اپنے لئے شریعت ہے اور ہماری فطرت کی اس شریعت کی متابعت یا نافرمانی پر اونکے افعال کا صحیح صحیح اور افضل معنی کے اعتبار سے طبیعی یا غیر طبیعی ہونا موقوف ہے لہذا اوس قوت کا کچھہ زیادہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات ذیل کے تصورات پر غور کرنے سے حاصل ہوگی۔

ممکن ہے کہ آدمی اوس قوت یا رغبت کے موافق جو بالفعل اوسمین

سب سے زیادہ قوی ہو عمل کرے اور باوجود اسکے اوسکا فعل غیر متناسب
اور اوسکی حقیقی فطرت کے منافی ہو۔ فرضکرو کہ ایک حیوان غیر ذی عقل چارے
کے لالچ سے دام مین پہنس جاوے اور ہلاک ہو تو ظاہر ہے کہ اوس نے
اپنی فطرت کے میلان پر عمل کیا جس سے وہ اپنی خواہش کے متلذذ
کرنے پر آمادہ ہوا۔ ایسے فعل اور اوس حیوان کی کل فطرت مین سراسر مطابقت
پائی جاتی ہے پس ایسا فعل طبیعی یا فطری ہے لیکن پھر فرض کیجیے کہ کوئی شخص
باوجود پیش بینی کے ویسے ہی خطرہ مین التذاذ بالفعل کے واسطے بے سوچے
سمجھے جا پڑے تو اس صورت مین گو اوسنے اپنی سب سے قوی رغبت پر
مثل اوس حیوان غیر ذی عقل کے عمل کیا تاہم انسان کی فطرت اور ایسے فعل
کے مابین ویسی ہی صریح غیر مناسبت ہوگی جیسی کسی فن کے ذلیل سے ذلیل
کام مین اور اوسی فن کے صناع کی عمدہ سے عمدہ صنعت کے درمیان ہوسکتی
ہے اور یہ غیر مناسبت بذاتہ اس فعل پر علحدہ نظر کرنے سے نہین اور نہ
اوسکے نتایج پر نظر کرنے سے بلکہ اوس مقابلہ سے جو اوس فعل اور اوسکے
فاعل کی فطرت کے درمیان کیا جاتا ہے پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ ایسا فعل
انسان کی فطرت کے بالکل غیر متناسب ہے لہذا نہایت صحیح اور مناسب معنی
کے اعتبار سے وہ فعل غیر طبیعی ہے اور یہ لفظ غیر طبیعی کا اوس غیر مناسبت
کو ادا کرتا ہے پس بجاے الفاظ اپنی فطرت سے غیر مناسبت کے
اب لفظ غیر طبیعی کا مستعمل ہوگا کیونکہ اوس سے ہمارے کان زیادہ تر آشنا
ہین۔ بہرحال یاد رکھنا چاہیئے کہ اوسکا اوسی معنی مین استعمال ہوا ہے۔

سوال - اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا شے ہے جسکے باعث ایسی ناعاقبت اندیشی کا فعل غیر طبیعی قرار دیا جاتا ہے؟ کیا اوسکی وجہ یہ ہے کہ اوس شخص نے مبدا رمحبت نفس کے خلاف عمل کیا یعنی ایسی محبت نفس کے خلاف جو قرین عقل اور سنجیدہ ہو؟ اس جگہہ پر محبت نفس پر محض اوس شخص کی فطرت کا ایک حصہ ہونے کی حیثیت سے نظر ہے -

جواب ہرگز نہین - کیونکہ اگر اوس شخص سے عمل برعکس صادر ہوتا تو اوس صورت مین بہی اوسکا فعل اوسکی فطرت کے دیگر حصہ کے یعنی اوسکے ہواے نفس کے خلاف ہوتا - لیکن ہواے نفس کا اس پیش بینی کے خیال سے متلذذ نکرنا کہ اوس استلذاذ کا انجام ہلاکت یا کمال مصیبت ہوگا ہرگز ایک فعل غیر طبیعی نہین ہے - حالانکہ سنجیدہ محبت نفس کے خلاف ایسے استلذاذ کی غرض سے عمل کرنا مثال مذکورہ مین واقعی غیر طبیعی ہے پس جبکہ ایسا فعل غیر طبیعی ہے اور اوسکے غیر طبیعی ہونے کی وجہ یہ نہین ہے کہ ایک شخص نے کسی مبدا ریا خواہش کے خلاف عمل کیا یا اوس مبدار یا خواہش کے خلاف جو بالفعل سب سے قوی تہا تو یہ بات بالضرور نکلیگی کہ ان دو مبادی یعنی ہواے نفس اور سنجیدہ محبت نفس مین کوئی دیگر تخالف یا فرق علاوہ اوسکے جسپر توجہ ہوچکی ہے ہوگا - اور چونکہ یہ فرق قوت یا مرتبہ کے اعتبار سے نہین ہے لہذا مین اوسکو جنسیت اور فطرت کا فرق کہونگا اور چونکہ اوس مثال مین کہ درپیش ہے اگر ہواے نفس محبت نفس پر غالب آوے تو فعل جو اوس سے پیدا ہوا غیر طبیعی ہوگا - لیکن اگر محبت نفس ہواے نفس پر

غالب آوے تو فعل طبیعی ہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ فطرت انسانی مین محبت نفس بہ نسبت ہواے نفس کے ایک بزرگتر قوت ہے۔ ممکن ہے کہ ہواے نفس کے التذاذ سے انکار کیا جاوے اور فطرت کی مخالفت لازم نہ آوے مگر محبت نفس کی نسبت یہ صورت صادق آنہین سکتی۔ پس اگر ہم فطرت انسانی کے مطابق عمل کیا چاہین تو محبت کا جو قسترین عقل ہو مسلط ہونا ضرور ہے۔ اسی طرح بغیر اسکے کہ کانشنس یا قوت ممیزہ پر بالخصوص غور کیا جاوے ایک مبدا کو دوسرے مبدا پر فوق ہونے کا تصور صاف صاف حاصل ہوا۔ اور یہ طبیعی فوقیت قطع نظر کسی مبدا کی مقدار طاقت یا غلبہ کے فی الواقع دیکھنے مین آئی۔

اب ہم انسان کی فطرت پر اس اعتبار سے نظر کرینگے کہ اوسکا ایک حصہ مختلف رغبتون اور ہواے نفسانیہ اور میلان نفس پر اور حصہ دیگر مبدا تفکر یا کانشنس پر مشتمل ہے۔ اور اس بات پر مطلقاً لحاظ نہ کرین گے کہ دونون کو علٰحدہ علٰحدہ غلبہ کسقدر رہے تو اور بھی زیادہ واضح ہوگا کہ ایک مبدا باطنی کو دوسرے پر بالطبع ایسی فوقیت جو بیان ہوئی حاصل ہے بلکہ امر مذکور تفکر یا کانشنس کے تصور کا جزو ہے۔

ہواے نفس یا خواہش کا وجود اشیار خاص کی طرف میلان صریح ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر اون اشیار کے حصول کے وسائل مین امتیاز نہین کرتا اسکا نتیجہ اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ اشیار مخصوصہ کی خواہش ایسی حالتون مین ہوتی ہے کہ بغیر اورون کو صریحاً ایذا پہونچا سے وہ حاصل

ہو نہین سکتین۔ ایسی حالتون مین تفکر یا کانشنس درمیان مین آتا ہے اور
اون اشیار کے حصول کے درپے ہونے کو ناپسند کرتا ہے پر خواہش
بہرحال قائم رہی آتی ہے۔ اب کس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے خواہش
کی یا تفکر کی؟ کیا اس سوال کا جواب محض انسان کی نظام باطنی اور ترکیب
فطری سے بلالحاظ اس امر کے کہ دونون یعنی خواہش اور تفکر مین سے کون
قوی تر ہے حاصل نہین ہو سکتا ہے؟ و یا قوت پر بھی لحاظ کرنے کی ضرورت
ہے؟ کیا اس سوال کا معقول جواب یہ نہو گا کہ جبکہ ہم مبداء تفکر یا کانشنس کا
مختلف ہواے نفسانیہ یا خواہشون اور کیفیات نفس کے ساتھہ جو
انسان مین ہین مقابلہ کرتے ہین تو بلالحاظ قوت کے معلوم ہوتا ہے کہ
تفکر یا کانشنس سب سے بزرگتر اور افضل ہے اور چاہے جتنی مرتبہ
ہواے نفسانیہ غالب ہون وہ نری ناجائز دست درازی ہے۔ تفکر
یا کانشنس کی فضیلت مین جو اوسکو باعتبار اپنی جنسیت اور فطرت کے
ہواے نفس پر حاصل ہے ہرگز فرق نہین آتا۔ اور ہر مرتبہ ہواے نفس کا
اوسپر غالب آنا ایک نظیر اس امر کی ہے کہ انسان کے نظام باطنی مین
فساد واقع ہوا۔

یہ سب جو بیان ہوا اوس فرق سے کچھہ زیادہ نہین ہے جو محض
تحکم اور اختیار جائز کے درمیان کیا جاتا ہے اور جس سے ہر شخص واقف
ہے۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ بجاے ظاہر کرنے اوس فرق کے جو
ملکی سلطنت مین امور ممکن الصدور اور مابین اون امور کے جو جائز اور رواہین

کیا جاتا ہے اس مقام پر اسکی مطابقت مختلف مبادی سے جو نفس انسانی
مین موجود ہین دکہلائی گئی ہے - پس اوس مبدا یا قوت پر جس سے اپنے
باطن کا ملاحظہ ہم کرتے ہین اور اپنے دل اور مزاج اور افعال کو پسند اور
ناپسند کرتے ہین صرف اس طرح نظر نہین کرنی چاہئے کہ اپنے موقع پر اوسکا
بہی رعب وداب ہونا مناسب ہے یہ تو ہر ہوائے نفس اور رذیل سے
رذیل خواہش کی نسبت بہی کہا جاسکتا ہے بلکہ اوسپر اوسکے افضل ہونے
کی نظر سے بہی یعنی اس نظر سے کہ فی نفسہ اپنی فطرت کے لحاظ سے وہ
سب پر علانیہ فضیلت رکہتی ہے دیکہنا چاہیے - اور یہ فضیلت اوس درجہ کی
ہے کہ عدالت اور ہدایت اور نگرانی کے خیالات داخل کئے بغیر ہم اس قوت
یعنی کانشنس کا تصور تک نہین کرسکتے ہین - امر مذکورہ خود اوس قوت
کے تصور کا ایک جزو ہے اور خود انسان کی طبیعت اور نظام باطنی کے
لحاظ سے صدر نشینی اور حکومت اوسی کا حق ہے - اگر اوسکی طاقت بقدر
اوسکے حقوق کے ہوتی اور اوسکو قدرت حاصل ہوتی جیسا کہ اوسکو صریحاً مجاز
حاصل ہے تو وہ جہان پر قطعاً حکومت کرتی -

بیان گذشتہ سے انسان کی فطرت کا اور زیادہ حال دریافت ہوتا
ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرز زیست کے لئے ہم پیدا کئے
گئے ہین اور وہ صرف یہ نہین ہے کہ ہماری اصلی فطرت ہمکو بتاتی ہو کہ تفکر
اور کانشنس کے زیر ہدایت کسی قدر ہونا چاہئے بلکہ نیز یہ کہ اگر ہمکو اپنی
طبیعت فطری کی متابعت کرنا اور اوسکے موافق عمل کرنا منظور ہے تو اوسکے

زیر ہدایت کسقدر ہونا چاہیے اور کہ یہ قوت فی الحقیقت حاکم ہونے
کی غرض سے ہمارے باطن مین رکھی گئی ہے تاکہ کُل مبادی اور ہوائے
نفسانیہ اور محرکات فعل کی رہنمائی اور اہتمام کرے یہ اوسکی خدمت اور اوسکا
حق ہے اور اسکے اختیارات ایسے متبرک ہین۔ اور چاہے جتنی دفعہ انسان
اوس سے عدول کرین اور سرکشانہ اوسکی اطاعت سے ذہنی فائدون کے
واسطے جنکو وہ بغیر نافرمانی کے حاصل نہین کر سکتے ہین انکار کرین یا ہوائے
نفس کے استلذاذ کی غرض سے جو کسی اَور طرح حاصل نہین ہوسکتی ہے انکار
کرین تاہم ان سب باتون سے کانشنس کے طبیعی حقوق اور خدمت
مین کوئی فرق نہین آتا۔

اب اس کُل مبحث کو معکوس کیجیے اور فرض کیجیے کہ ایسی کوئی شَے
جسکو کانشنس کی طبیعی فضیلت کہہ سکین ہرگز نہین ہے اور کہ مبادی باطنیہ
کے درمیان آپسمین سوائے مقدارِ قوت کے اور کوئی فرق نہین ہے اور
پھر دیکھیے کہ کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

اب انسان کے افعال کی وسعت اور احاطہ پر باعتبار اونکے اثر
کے جو اوسکی ذات خاص اور اوسکے ہم جنسون اور ذات الٰہی کی نسبت ہوتا ہے
غور کیجیے کہ اونکے اثر کی حدود ہماری ذاتی قوت کی حدود کے علاوہ کیا ہین
تو معلوم ہوگا کہ پہلے دو کی نسبت اونکی کیفیت صاف صاف یہ ہے کہ
کوئی شخص اپنے لیے نفس مصیبت کی غرض سے مصیبت کا خواہان نہین
ہے اور نہ کوئی بلاوجہ دوسرے کو محض ضرر پہونچانے کی غرض سے ضرر

پہونچاتا ہے کیونکہ ان حدود کے ہر مدارج کے اندر انسان دیدہ و دانستہ
خواہ ہوائے نفس کی وجہ سے یا شوخی اور دل لگی سے اپنے اور غیروں کے
اوپر مصیبت اور تباہی لاتے ہین۔ اور رہی بیدینی اور ناخداترسی یعنی وہ جسکو
ذات باری کا ہر معتقد اون الفاظ سے تعبیر کرتا ہے اوسکا تو مطلقاً کوئی حد اور
حساب ہی نہین ہے۔ لوگ طبیعت عالم کے موجد کی نسبت کفر بکتے ہین اور
اپنی گفتار اور کردار سے اپنے خالق کی اطاعت سے علانیہ انکار کرتے ہین اب
ان تینون مین سے ایک بات کا نظیراً ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر بے ادبانہ قسمین
کہانے کو اور بیشتر اوس قبیل کی ناخداترسی کو جسکا ذکر ہوا مہملات سے
سمجھین تاہم اوس سے اوس ذات نامتناہی کی نسبت جو ہمارا خالق ہے
بیضرورا ور بیجا گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی ہے۔ کیا یہ بات انسان کی
فطرت کے اوسی قدر مطابق ہے جسقدر آداب نیازمندانہ اور دلی اطاعت
اوس ذات قادر مطلق کی نسبت موافق اوسکی فطرت کے ہے؟ یا فرض کیجئے
کہ کوئی شخص پدرکشی کا ایسی بیرحمی کے ساتھہ کہ جہانتک یہ امر ممکن ہے
مرتکب ہو۔ اور یہ فعل اسوجہ سے سرزد ہوا کہ مبدا اوس فعل کا نسبت دیگر
مبادی کے اوس وقت غالب تر تہا۔ پس اگر مبادی باطنیہ کے مابین سوائے
قوت کی زیادتی کے فرق کے اور کوئی فرق نہین ہے تو اگر قوت کا موجود ہونا
فرض کر لیا جاوے تو کل فطرت انسانی کو جہانتک کہ اوسکو امر معلومہ سے
تعلق ہے فرض کر لیا۔ فعل مذکور کا اپنے مبدا کے مطابق ہونا تو صاف ظاہر
ہے ازانجا کہ اوس مبدا کی قوت کسی خاص درجے کو پہونچ گئی تہی پس وہ

فعل اوس آدمی کی کل فطرت سے مطابقت رکھتا ہے اور افعال کے اور
کل فطرت کے درمیان مقابلہ کرنے سے کوئی غیر مناسبت پیدا نہین ہوتی
ہے اور نہ کوئی ناموزونیت اونکے مابین پائی جاتی ہے پس بدکرشتی اور
فطرت انسانی آپسمین ایسی منطبق ہین جیسے انسان کی فطرت اور کوئی فرائض
فرزندانہ آپسمین منطبق ہوسکتے ہین۔ اگر مبادی باطنیہ کے مابین سواے
قوت کے فرق کے اور کوئی فرق نہین ہے تو ان دونون افعال مین
باین نظر کہ وہ انسان جیسی مخلوق کے افعال ہین کوئی امتیاز ہونہین سکتا
ہے بلکہ لازم آتا ہے کہ ہم اپنی طبیعت کی کمال سنجیدہ حالت مین ہر دو فعل کو
یکسان پسند اور ناپسند کرین اور اس سے بڑھ کر کوئی امر زیادہ تر بعید از عقل
ذہن مین آنہین سکتا ہے۔

وعظ سوم

جبکہ قوت متفکرہ یا کانشنس کی طبعی فضیلت اس طرح پر قائم ہوئی تو ہم
اوس سے صاف صاف تصور کرسکتے ہین کہ جبکہ کہا جاتا ہے کہ نیکی اوسکی
پیروی کرنے پر اور بدی اوس سے برگشتہ ہونے پر موقوف ہے تو فطرت
انسانی کے کیا معنی ہوتے ہین۔

جس طرح قوت متفقہ کا ہونا اور متعدد ماتحتون کا ہدایت واحد یعنی
حکومت عالیہ کے ماتحت ہونا انتظام ملکی کے تصور مین داخل ہے اور
جماعت کے ہر مفرد شخص کی جدا جدا طاقت اوس تصور سے خارج ہے

ہرگاہ کہ ماتحتی اور اتحاد اور ہدایت واحد اگر داخل نہ کیجاوین تو نظام مذکور کا
تصور معدوم ہوجاتا ہے - اسی طرح عقل اور متعدد ہوا وہوس اور کیفیات
نفس کا مختلف مدارج مین غالب ہونا فطرت انسانی کا تصور نہین ہے
بلکہ وہ فطرت اس بات پر مشتمل ہے کہ ان متعدد اصول پر اس طرح نظر کیجاوے
کروے آپسمین ایک دوسرے کا لحاظ بالطبع رکھتے ہین اور اس بات پر
مشتمل ہے کہ متعدد ہواے نفسانیہ تفکر کے افضلتر اصول یعنی کانشنس
کے بالطبع ماتحت ہین - ہر میلان اور رغبت اور باطنی خواہش ہماری فطرت کا
ایک اصلی حصہ ہے مگر کل فطرت ہرگز نہین ہے - اونپر اوس افضل قوت کو
جسکا کام انصرام اور اہتمام اور اون سب کی نظارت ہے ایزاد کیجیے اور
اوس قوت کی طبیعی فضیلت کو شامل کیجیے تو فطرت انسانی کے تصور کی تکمیل
ہوجاتی ہے - اور جس طرح سلطنت کے نظام ملکی مین اختیار جائز پر قدرت
اور طاقت محض کے غالب آنے سے برہمی اور فساد واقع ہوتا ہے اسی
طرح پر انسان کے نظام باطنی مین مبادی باطنیہ کے قواے رذیلہ کا اوس
مبدا پر جو بذاتہ اون سب پر مسلط ہے غالب آنا برہمی اور فساد کا باعث ہوتا
ہے - پس جبکہ قدیم مصنفین نے کہا ہے کہ اذیت اور موت انسان کی فطرت
کے اسقدر منافی نہین ہین جیسا کہ بے انصافی ہے تو اس سے اونکے معنی یہ
ہرگز نہ تھے کہ نفرت جو انسان کو اذیت اور موت سے ہے وہ قوت اور
غلبہ مین نسبت اوس نفرت کے جو اوسکو بے انصافی سے ہے کمتر ہے
بلکہ اوسکے معنی یہ ہین کہ اذیت اور موت صرف اوس صورت مین ہماری فطرت

کے منافی ہین جبکہ نہ کل فطرت پر مگر اوسکے کسی جزو پر جسمین اوسکا صرف نہایت اسفل حصہ شامل ہے اور جسمین ہم حیوان غیر ذی عقل کے ساتھہ مشترک ہین نظر کیجاتی ہے ہر گاہ کہ بے انصافی ہماری فطرت بلکہ انسان کے کل نظام باطنی کے باعتبار ایک اعلی معنی یعنی فطرت کے ایک نظم ونسق اور نظام ہونے کے اعتبار سے منافی ہے۔

اگر ان سب باتون پر اونکی مجموعی حیثیت سے لحاظ کیا جاوے تو کوئی بات اس سے زیادہ تر ہویدا نہین ہوسکتی کہ تنزل سے قطع نظر کرکے بھی انسان کو ایک ایسا مخلوق سمجھہ نہین سکتے جسکو اوسکے خالق نے بلاتمیز عمل کرنے کو چھوڑا ہو کہ اپنی طبیعی قوت کی وسعت کے بموجب جس طرف ہوا و ہوس یا دل کی موج یا خود سری اوسکو لیجاوے مطلق العنان زندگی گزرانے جو کہ حالت حیوان غیر ذی عقل کی ہے بلکہ وہ اپنی خلقت یا طبیعت یا فطرت سے اپنے لئے صحیح اور مناسب معنی کرکے ایک شریعت ہے یعنی دستور العمل راستی کا اوسکے باطن مین موجود ہے۔ صرف اتنی ہی بات کی احتیاج ہے کہ وہ خلوص کے ساتھہ اوسپر عمل کرے۔

اگرچہ وہ تحقیقات جو اہل فرصت نے کسی عام قاعدہ کے دریافت مین جسکی مطابقت اور ناموافقت پر ہمارے افعال کا نیکی یا بدی سے موصوف ہونا موقوف ہو کی ہے بہت سی باتون کے اعتبار سے نہایت کارآمد ہے تاہم اگر کوئی سیدھا سادا آدمی کسی کام مین مشغول ہونے سے پیشتر اپنے آپ سے پوچھے کہ آیا یہ جو مین کرنے جاتا ہون واجب ہے یا ناواجب آیا نیک

ہے یا یہ تو مجکو ہرگز شک نہین کہ قریب قریب ہر کیفیت مین اس سوال کا جواب وہ ایمانداری اور صداقت کے ساتھہ دے سکیگا - اور نہ ظاہر مین کوئی ایسی صورتین معلوم ہوتی ہین جو اس سے مستثنی ہون سوا اون صورتون کے جو غلط خیالی اور اپنی ذات کی طرفداری سے پیدا ہوتی ہین غلط خیالی تو شاید مستثنیات سے ہو سکتی ہے لیکن اپنی ذات کی طرفداری کی نسبت یہ بات صادق آ نہین سکتی کیونکہ یہ تو فی نفسہ بددیانتی ہے اس لیئے کہ کسی شخص کا کسی فعل کو جو وہ خود کرتا ہے حق و مناسب اور واجب سمجھنا حالانکہ وہی فعل اوسکو جبکہ دوسرا آدمی کرتا ہے درشت اور ناواجب اور ظالمانہ معلوم ہوتا ہو یہ بات تو صریح مذموم ہے اور محض طبیعت کی کمال بے اعتدالی سے پیدا ہو سکتی ہے -

مگر فرض کرو کہ انسان کے باطن مین ایک دستورالعمل راستی کا موجود ہے تاہم یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اوسپر توجہ کرنا اور اوسکی تعمیل ہمارے اوپر کیونکر واجب ہوتی ہے - اوسکا جواب یہ ہے کہ بلا اسکے کہ شریعت کے اسناد حقیقیہ پر خاصتہً لحاظ کیا جاوے یعنی بلا لحاظ اون جزاؤن اور سزاؤن کے جنکا تجربہ ہم کرتے ہین اور بلا لحاظ اونکے جنکے شریعت سے ملحق ہونے پر نور عقل دلالت کرتا ہے انسان کا اپنے تقاضاے فطرت سے خود اپنے لیئے ایک شریعت ہونا ثابت ہو چکا ہے اس صورت مین سوال کا جواب اوسکے ساتھہ ہی ساتھہ ہے یعنی یہ کہ اس شریعت کا ہمارے اوپر واجب التعمیل ہونا اسوجہ سے ہے کہ وہ ہماری فطرت کی شریعت یا قانون

ہے۔ ہماری تمیز باطنی کا کسی خاص طریقہ عمل کو پسند کرنا اور اوسکی تصدیق کرنا فی نفسہ ایک امر ہے کہ جسکی تعمیل واجب ہے۔ کانشنس ہمکو نہ صرف وہ راہ جسپر ہمکو چلنا چاہیے بتاتی ہے بلکہ اپنے اس اختیار جائز کی سند اپنے ساتھ رکھتی ہے کہ وہ ہماری طبیعی رہنما ہے یعنی وہ رہنما جسکو ہماری فطرت کے موجد نے ہمارے لیے معین کیا ہے۔ پس کانشنس بنظر ہماری حیثیت وجودی کے ہم سے متعلق ہے اور ہمپر فرض ہے کہ بلا تجسّس اس امر کے کہ آیا اس ہادی اور اوسکی راہ کو بلا مضرت اوٹھائے چھوڑنا ممکن بھی ہے اوسکی ہدایت قبول کرین۔

بہر حال اب سنئیے کہ خلاف اپنی اس قانون فطرت کی متابعت کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ اوسکا خلاصہ صاف اسقدر ہے کہ "ہمکو سوائے اپنی ذات خاص کے کسی اور معاملہ پر فکر کرنے کی کون ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنے نفس مین اورون کا پاس اور لحاظ اور نہین معلوم کتنے انواع انواع قسم کی قیود واقعی پاتے ہین تاہم چونکہ یہ باتین کشش و پیچ مین ڈالنے والی اور متعرضات سے ہین اور قریب تر راہ سے ہمارے فائدہ حاصل کرنے کے مانع ہین تو ہم اونکو دبانے اور اونپر غالب آنے کی کوشش کیون نہ کرین"

پس لوگ اس طرح کی باتین بنایا کرتے ہین جنکا فطرت انسانی کی نسبت اور اوس کیفیت کی نسبت جو اوسکی اس عالم مین ہے استعمال کیا جاتا واقعی بے معنی ہے۔ کیا اس قسم کی تقریر اس قیاس پر مبنی نہین ہے کہ ہماری خوشی اس عالم مین کسی اور بات پر جسکو دوسرون کے پاس اور لحاظ سے

مطلقاً علاقہ نہین موقوف ہے اور کہ بے قید اور مطلق العنان ہونا بدی کا
استحقاق ہے۔ ہر گاہ کہ برخلاف اسکے حقیقت حال یہ ہے کہ ایک معنی
کر کے کل لطف زلیست جو عموماً اس نام سے مشہور ہے حتیٰ کہ بدی کے
حظائظ بہی اپنے ہمجنسون کی کسی نہ کسی طرح کی پاس خاطر پر موقوف ہین۔
اور ون کا پاس خاطر اور لحاظ ترک کر دیجئے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمکو نہ تو بدنامی کا
خیال رہیگا اور نہ عزت کا پاس اور بلند حوصلگی تو یک لخت اوٹھ جاویگی
اور طمع کی بہی قریب یہی کیفیت ہوگی کیونکہ مفلسی کے ننگ کی نسبت
اور اون متعدد قسم کی بے التفاتی اور تحقیر کی نسبت جو مفلسی کے ہمراہ
ہوتی ہین ہم یکسان بے پروا ہو جاوینگے اور نہ اوس حرمت کا جو دولت
سے حاصل ہوتی ہے اور نہ اوس آبرو اور عزت کا جو اوسکے ہمرکاب ہے
کچہہ خیال رہیگا۔ پابندی اور قید کسی خاص طرز زلیست کے لئے مخصوص
نہین ہین بلکہ ہماری فطرت اور حالت خود قطع نظر کانشنس کے ہمکو اوسپر
قطعاً مجبور کرتی ہے۔ ہم کوئی مقصد حاصل نہین کر سکتے جب تک کہ مناسب
وسیلاون کو عمل مین نہ لاوین اور یہ امر خود ایک تکلیف دہ اور ناگوار پابندی ہے
اور بیشمار صورتین ایسی ہوتی ہین کہ خواہش موجودہ بغیر اس طرح کی آشکارا
مصیبت اور تباہی کے جو معاً عائد ہوگی متلذذ نہین ہو سکتین چنانچہ اوباش
سے اوباش آدمی اس دنیا مین اوس حظ کا ترک کرنا نسبت اوس تکلیف
اوٹھانے کے پسند کرتا ہے۔

تو کیا اسکے یہ معنی ہین کہ ہمکو اپنے ہم جنسون کی نسبت اوس

پاس ولحاظ کو دل مین جگہہ دینی چاہیئے اوراون قیود کے مطیع ہونا چاہیئے
جس سے ہیئت مجموعی کی نظر سے اطمینان زیادہ اور بیچینی کم حاصل ہوتی ہے
اورصرف اون قیود سے آزاد ہونے کا قصد کرنا چاہیئے جو اپنے ساتھہ
بے چینی اور تکلیف زیادہ اور اطمینان کم لاتی ہین؟ -
بلاشک ہمارے یہی معنی ہین - توآپ نے اب دوسری شق اختیار
کی - اوس سے تجاوز نہ کیجیئے اور اپنے قول پر ثابت رہیئے توآپ کے اور
نیکی کے حامیون کے مابین بیشتر باتون مین پوری پوری مطابقت
ہوگی - مگر احتیاط کرنی چاہیئے کہ مفہوم مین غلطی نہو - اس بات کو مسلم مان لینا
نچاہیئے کہ حسد اور خشمناکی اور غصہ کے مزاج سے نسبت حلم اور عفو اور رحم
اور خیراندیشی کے زیادہ خوشی پیدا ہوتی ہے خاصکر جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ
خشمناکی اور حسد اور غصہ فی نفسہ محض مصیبت ہی مصیبت ہین اور تسلی جو اونکو
دل مین جگہہ دینے سے حاصل ہوتی ہے اوس مصیبت سے صرف قدرے
مہلت ہے - برخلاف اسکے رحم اور شفقت کا مزاج بذاتہ خود مسرت ہے اور
اوسکو نیک کامون کے ذریعہ سے دل مین جگہہ دینا بھی اور تازہ مسرت اور
خوشی کا باعث ہوتا ہے - اس بات کو ایک امر مسلم سمجھہ لینا نہین چاہیئے کہ
خاطر جمعی جو دولت اور قدرت کی شہرت سے اور اوس عزت اور توقیر سے جو
دولت اور قدرت کی سب کی نظرون مین ہے حاصل ہوتی ہے گو وہ کسی طرح
کیون نہ دستیاب ہوئی ہون زیادہ ہے بہ نسبت اوس خاطر جمعی کے جو
عدالت اور دیانت اور سخاوت مین مشہور ہونے سے اور اوس قدر اور منزلت

سے جوان صفات کی سب کی نظرون مین مسلم مانی گئی ہے پیدا ہوتی ہے
اور اگر کسی کو شک ہو کہ ان ہر دو خاطر جمعی مین کونسی بزرگتر ہے کیونکہ ایسے
لوگ ہین کہ دونون ہین سے کسی کو بہی بہت زیادہ نہین سمجھتے ہین تاہم
خاطر جمعی کے بارہ مین جو حرص اور طمع سے اور جو نیکی اور نیک نیتی سے پیدا
ہوتی ہے ہرگز شک نہین ہو سکتا اگر اونپر فی نفسہ غور کیا جاوے اور اوس
طرز زیست پر جسکی طرف ہر دو علٰحدہ علٰحدہ آمادہ کرتی ہین یعنی اس امر کی نسبت
ہرگز شک ہو نہین سکتا کہ کون سے مزاج اور کونسی رفتار کے ساتھہ زیادہ دلی
آرام اور چین ملحق ہے اور کس کے ساتھہ زیادہ تشویش اور رنجیدہ خاطری
اور تکلیف ملحق ہے اور ان ہر دو نیکیون اور بدیون سے جنکا ذکر ہوا ایک معنی
کر کے اپنے ہم جنسون کا کسی نہ کسی طرح پر پاس اور لحاظ ہونا یکسان مفہوم
ہوتا ہے۔ اور رہی پابندی اور قیود۔ اگر کوئی اون قیود پر جو خوف اور شرم سے
عائد ہوتی ہین اور مکر اور ریا اور اخفا کے ذلیل فن و فریب اور خوشامدانہ
رضامندی پر غور کریگا جنمین سے ایک نہ ایک ہر طریقہ بدی کے ساتھہ بیشتر اوقات
لگی رہتی ہے تو اوسکو جلد یقین ہو جائیگا کہ مرد نیک قیود کے اعتبار سے ہرگز
نقصان مین نہین ہے۔ اس امر کی کسقدر متعدد نظیرین موجود ہین کہ لوگ بدکاری
کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے واویلا مچا رہے ہین۔ اپنی اسیری سے
واقف اور اوسکے مقر ہین پر تاہم اون زنجیرون کو توڑ نہین ڈالتے۔ کسقدر
متعدد نظیرین موجود ہین جنمین لوگ کسی مذموم خواہش کے استلذاذ کے واسطے
اوس سے زیادہ تکلیف اور نفس کشی صریحاً گوارا کرتے ہین کہ اوس خواہش پر

غالب آنے کے لئے ضرور ہوتی۔ علاوہ اسکے جس وقت نیکی کی عادت ہوجاتی
ہے اور جب نیکی کا مزاج پیدا ہوجاتا ہے وہ جو پیشتر قیود تھے قیود نہین رہتے
بلکہ پسندیدہ اور مسرت بخش ہوجاتے ہین۔ گو کسی ناز یبا اور نرالی حرکت جسمانی
کے جو خلقی نہو اور جسکی عادت پڑ گئی ہو چھوڑنے مین چاہے جتنی احتیاط اور
اپنے اوپر قید لگانے کی ضرورت کیون نہ پڑے تاہم یہی کہنے مین آویگا
کہ حرکات و سکنات جو خلقی ہین وہی خواہ نخواہ زیادہ تر آسان اور بے تکلف
ہین اور ظاہر ہے کہ ہماری دوران زیست مین بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ
ہمارے واجبات کے اور فائدۂ متعارفہ کے مابین غیر مناسبت ہوتی ہو۔
اور یہ صورت کہ ہمارے واجبات مین اور ہمارے اصلی فائدہ موجودہ مین
غیر مناسبت ہوتی ہو اور بھی کمتر دیکھنے مین آتی ہے اس مقام پر فائدے
سے غرض خوشی اور اطمینان سے ہے۔ پس محبت نفس گو اس عالم کے
فائدے پر محدود ہو بیشتر اوقات نیکی کے کلیتہً مطابق ہوتی ہے اور ایک ہی
سی طرز زندگانی پر آمادہ کرتی ہے۔ لیکن امر مذکور شدہ مین جو کچھ مستثنیات
ہون اور یہ جسقدر کہ خیال کئے جاتے ہین اوسکی بہ نسبت بہت کم ہین وہ
سب آخری انفصال کے وقت درست کر دیئے جاوینگے۔ ایسا خیال کرنا
کہ ایک ذات کامل مدبّر کے اہتمام اور انتظام مین بدی انجام کار نیکی پر
غالب آویگی صریحاً ایک امر بعید از عقل ہے۔

کل بحث کا جسپر اصرار ہوا خلاصہ اس طرح پر ہو سکتا ہے۔ انسان کی
فطرت کو کسی نہ کسی طرح کے عمل کے ساتھہ مناسبت ضرور ہے یعنی افعال

اس فطرت کے ساتھہ مقابلہ کئے جانے پر اوسکے مناسب اور مطابق معلوم ہوتے ہین۔ دیگر افعال کے اوسی فطرت کے ساتھہ مقابلہ کرنے پر ہماری نظرون مین قدرے ناموزونیت یا غیر مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ فاعل کی فطرت کے ساتھہ افعال کی مطابقت پر اونکا طبیعی ہونا اور غیر مناسبت پر اونکا غیر طبیعی ہونا موقوف ہے۔ کسی فعل کا اوسکے فاعل کی فطرت سے مطابق ہونا اوس موافقت سے جو فعل کو اوس مبداسے تھی جو احیاناً سب سے قوی تر تھا پیدا نہین ہوتا ہے کیونکہ باوجود اس موافقت کے ممکن ہے کہ وہ فعل اپنے فاعل کی فطرت کے بالکل غیر مناسب ہو۔ پس معلوم ہوا کہ مطابقت یا غیر مناسبت کسی اَور بات سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات سواے اوس فرق کے جو مبادی باطینہ کے مابین فطرت اور جنسیت کا ہے (جو قوت کے غلبہ سے بالکل علیحدہ ہے) اور کیا ہوسکتی ہے۔ پس بعض ان مبادی مین سے باعتبار اپنی فطرت اور جنسیت کے اورون سے افضل ہین۔ اور مبدا ر اعلیٰ تر کے ساتھہ فعل کے یکرنگ اور ہمجنس ہونے سے مناسبت اور اوسکے خلاف ہونے سے غیر مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی فطرت مین کانشنس اور محبت نفس جو قرین عقل ہو اعلیٰ یا افضل مبادی ہین کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی فعل اس فطرت کے مطابق ہو اگرچہ کل دیگر مبادی سے انحراف لازم آوے لیکن اگر ان دونون مین سے کسی سے انحراف کیا جاوے تو وہی فعل غیر مطابق ہوجاتا ہے۔ کانشنس یا محبت نفس ہمکو اوسی راہ پر لیجاتی ہے بشرطیکہ ہم سمجھتے ہون کہ ہماری سچی مسرت کس بات مین ہے۔ اس عالم مین اکثر اوقات

ہمارے واجبات اور ہمارے فائدہ مین پورا پورا تطابق ہوتا ہے اور
اگر عالم آیندہ اور کل کائنات بہی شامل کرلیجاوے تو کلیتہً اور ہر حالت
مین تطابق ہوگا اور یہ بات کائنات کے عمدہ اور کامل انتظام کے تصور مین
داخل ہے۔ پس اونکو جو اپنے ہم عصرون مین ایسے دانشمند ہوئے کہ
اورون کے نقصان اور مضرت سے صرف اپنا ہی ظنی فائدہ مدنظر رکھا
انجام کار معلوم ہوجائیگا کہ وہ جس نے اس عالم کی منفعتون کا ترک کرنا
بہ نسبت اپنے کانشنس اور تعلقات زندگی سے انحراف کرنے کے زیادہ
پسند کیا اوس نے اپنے واسطے بدرجہا بہتر سامان مہیا کیا اور اپنے فائدہ
اور خوشی کی بدرجہا بہتر محافظت کی۔

تمت